SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, March 10, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty eight minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین روف رحیم ہ فإن تولوا فقل حسبی اللہ لآ الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم ہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔الرآ۔ تلک ایت الکتب الحکیم ہ اکان للناس عجباً ان اوحینآ الیٰ رجل منھم ان انذرالناس وبشرالذین امنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم قال الکٰفرون ان ھذا لسحر مبین ہ

ترجمہ ۔ لوگو تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر تشریف لائے ہیں تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں ۔ اور مومنوں پر بہت شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں ۔ پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں اور نہ مانیں تو کہہ دو کہ اللہ مجھے کافی

ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے ۔ اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ الرٰ ۔یہ بڑی دانائی کی کتاب کی آیتیں ہیں۔ کیا لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم نے انہی میں سے ایک مرد کو حکم بھیجا کہ لوگوں کو ڈر سنا دو اور ایمانداروں کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے پروردگار کے ہاں ان کا سچا درجہ ہے۔ ایسے شخص کی نسبت(نعوذباللہ) کافر لوگ کہتے ہیں کہ یہ واضح جادو گر ہے؟

(سورۃ التوبہ کی آخری دو آیات۔ سورۃ یونس کی ابتدائی دو آیات)

(اس مرحلے پر کئی معزز ممبران point of order پر کھڑے ہو گئے)

جناب چیئرمین: میں باری باری سب کو موقع دوں گا۔ I will address that we note down O.K. میں دو تین چیزوں کی صرف وضاحت کر دوں۔ مجھے تو ہر حال میں بیٹھ کر سننا ہے۔ آپ point of order پر بولیں یا تقاریر کریں لیکن ہمارے اکثر ساتھی اعتراض کرتے ہیں کہ بہت لمبی تقریریں ہوتی ہیں اور point of order کا مقصد رہ جاتا ہے اور سارا وقت اس میں چلا جاتا ہے۔ میں نے ہر حالت میں سننا ہے۔ آپ بے شک جس طریقے پر کریں۔ آپ خود ذرا یہ خیال رکھیں ۔ Point of order should be precised to point, should not go at a tangent. مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ باری باری ہاتھ اٹھاتے رہیں۔ میں جتنے accommodate ہو سکے کروں گا۔ اس میں یہ ہے کہ please be precise, to the point کیونکہ باقی Orders of the Day ہمارا رہ جاتا ہے۔ We will start with Mr. Sherpao.

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao(Minister for Interior: Mr. Chairman, as you would know that about a week back discussion in this House took place on the incedent in South Waziristan. I just want to take the House into confidence and inform you that the report would be completed within the next three to four days. I will lay that report in this august House. It is for the information.

Mr. Chairman: Thank you.

Mr. Safdar Ali Abbasi: Sir, point of order.

جناب چیئرمین: اچھا مختصر بتائیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین! شیر پاؤ صاحب نے ہمیں اس دن یہ نہیں بتایا تھا۔ انہوں نے صرف ایک high level inquiry کا ذکر کیا تھا۔ لیکن انہوں نے قطعاً اس کمیٹی کے ممبران کے نام ہمیں نہیں بتائے تھے۔ تو kindly اگر وہ ہمیں یہ بتا دیں کہ جو انکوائری کمیٹی ہے وہ کونسی ہے جو ہمیں تین چار دن بعد رپورٹ دے گی۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! گزشتہ کمیٹیوں کی رپورٹس آپ دیکھ لیں۔ کسی بھی کمیٹی نے اس طرح رپورٹ نہیں دی کہ وہ رپورٹ منصفانہ ہو اور اس سے کوئی ازالہ ہوا ہو۔ تو میری تجویز ہے کہ سینیٹ اور قومی اسمبلی سے ایک غیر جانبدار کمیٹی بنائی جائے جس میں سرکاری بینچوں سے اور اپوزیشن سے ممبران شامل ہوں تاکہ وانا اپریشن کے دوران جو ۱۲ بے گناہ افراد مارے گئے تھے، اس کی تحقیقات کے لئے اسے بھیجا جائے۔

جناب چیئرمین: شیر پاؤ صاحب! constitution of the Committee کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ what is the constitution of the enquiry committee?

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: Mr. Chairman, the Chairman of that Committee is a grade 21 officer. He is Registrar of Co-operative Societies over there and he has a vast knowledge of the Tribal Areas. He remained there on various appointments. There is a Colonel from the Frontier Corp and a Deputy Secretary from the Home Department. These are three members of the committee that have been nominated.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Ghori

(interruption)

Mr. Chairman: Sorry.

(اس موقع پر متعدد اراکین points of order پر کھڑے ہوگئے)

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اگر کوئی ایک ممبر بولے تو ۔۔۔

پروفیسرعفور احمد: جناب والا! Point of order. یہ کمیٹی صحیح نہیں ہے۔ اتنے سنگین مسئلہ پر یہ کمیٹی صحیح نہیں ہے۔

(مداخلت)

ایک معزز رکن: اس کمیٹی میں junior لوگ رکھے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: ایسی بات نہیں ہے ۔ He is a Senior Officer and well versed. آپ رپورٹ دیکھ لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: دیکھیں ۔ میں عرض کروں کہ let us not jump the gun ۔ رپورٹ آنے دیں۔ پہلے اس رپورٹ کو دیکھ لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ لوگ evidence دے سکتے ہیں۔

Mr. Muhammad Enver Baig: A member from the Opposition should be nominated.

Mr. Chairman: You are welcome to come in and give your inputs.

ہمارے FATA کے ممبران ہیں، وہ اپنا input دے رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں ۔ ذرا غوری صاحب کو سن لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ سب تشریف رکھیں ۔ رپورٹ آ لینے دیں ۔ صرف چار دن کی

بات ہے۔ اس کو دیکھ لیں۔ اس کے بعد I think آپ کا جو input ہے، وہ زیادہ موزوں رہے گا۔ جناب بابر غوری صاحب۔

جناب بابر خان غوری: جناب والا! میں یہ کہہ رہا تھا۔۔

مسز آغا پری گل: جناب چیئرمین! صرف ایک آدمی بولے۔ اس طرح تو time ضائع ہو گا۔

(مداخلت)

جناب بابر خان غوری: جناب چیئرمین! ہمارے معزز ممبران نے کافی محنت کرکے اجلاس کے لئے business جمع کروایا ہے جن میں Questions, Motions, Resolutions and Call Attention Notices شامل ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ چونکہ وہ اس اجلاس میں نہیں آ سکے، اس لئے آپ kindly اس پر ruling دیں کہ وہ lapse نہ ہوں تاکہ وہ اگلے اجلاس میں آ جائیں۔ یہ میری گزارش ہے اور اس میں ہمارے دیگر ممبران کی بھی خواہش شامل ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وسیم صاحب! آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ بابر صاحب! آپ کیا اس اجلاس کے ایجنڈے کے متعلق بات کر رہے ہیں یا پورے اجلاس کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

جناب بابر خان غوری: میں پورے اجلاس کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔

میاں رضا ربانی: جناب والا! یہ وہی بات کر رہے ہیں جو ہم کر رہے ہیں۔

جناب بابر خان غوری: میں پورے اجلاس کی بات کر رہا ہوں۔

Mr. Chairman: This agenda is included or beyond that because he is talking of the overall context, not just to day.

میاں رضا ربانی: جناب والا! overall بھی اور یہ بھی۔

جناب چیئرمین: overall میں تو یہ آ ہی جائے گا۔

میاں رضا ربانی: جی ہاں۔

جناب چیئرمین: وسیم صاحب۔

جناب وسیم سجاد: میرا خیال ہے کہ rules کے مطابق اسے دیکھ لیں۔ اگر آج کے ایجنڈے کے بارے میں کہا جاتا تو پھر ٹھیک ہے لیکن باقی ایجنڈے کو rules کے مطابق دیکھ لیں گے۔

جناب چیئرمین: rules میں کوئی ایسی provision تو نہیں ہے۔ تاہم ہاؤس کا فیصلہ ہونا ہے جیسے ہاؤس چاہتا ہے۔

میاں رضا ربانی: پہلے بھی ایسے ہوتا رہا ہے۔ ہماری گزارش ہے کہ پہلے جو matters یہاں جمع کروائے ہوئے ہیں، ان کے لئے notices revive نہ کرانا پڑیں۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ممبران نے جو Questions وغیرہ دیئے ہوئے ہیں، ان کے لئے بھی notices revive نہ کرنے پڑیں۔

Mr. Wasim Sajjad: Sir, I understand that the next session is going to be called within a very short time.

میرا خیال ہے کہ within a few days بلایا جائے گا۔ چونکہ دوبارہ notice دینے میں دقت ہو گی۔ As a special measure, I think we have no objection if the...

Mr. Chairman: If that is the consensus of the House, then we will do that

جناب محمد اسحاق ڈار: جناب والا Point of order.

جناب چیئرمین: اسحاق ڈار صاحب۔

جناب محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس سے پہلے کہ میں ایک issue point of order پر ہاؤس میں عرض کروں۔ 'I suggest that this House should compliment and congratulate the Scientists, thousands of people who have worked..

Mr. Chairman: Please hear the honourable Member, please.

Mr. Muhammad Ishaque Dar: Sir, I suggest, I propose vote of thanks, vote of compliments and congratulations to the thousands of people who have worked for Shaheen-2 which has been tested yesterday very successfully. I would like to remind sir, that whereas all the Scientists and the people, who have worked very hard from the last few years, the Prime Minister of Pakistan, Mian Muhammad Nawaz Sharif was the key person in this particular programe. I am on recond on 27th February, sharing with this House, the conversation between Dr. Sammar, Lt. Gen. Qadwai and myself and on the whole, sir, this is an achievement of no particular person or particular party or particular government, it is a national achievement and I think, we should all as a House compliment, congratulate and felicitate all the Scientists and Dr. Samar who have done this wonderful job and completed this programme which was started much earlier. I would also like to say the Nuclear Programme sir, started by Zulfiqar Ali Bhutto sahib reached to Mian Nawaz Sharif, they both have the credit. Ghori-I was Prime Minister Mohtarma Benazir Bhutto achievment, she achieved it and now, I am sure the job which we as PML-N government started on Ghori-III, that job of which many successful tests were carried out in July and in September 1999. I am sure *"Insha Allah"* very soon, the nation expects that the Scientists of Pakistan would also deliver that Ghori-III and they would also have the compliment of this House and the people of Pakistan. Sir, having said that on a point

of order sir, I wouild like to say, you must be aware sir, the recent reports on the import of wheat .... sir,

یہ points تو نہیں ہیں۔ میں point of order اب عرض کر رہا ہوں۔

you cannot even listen the good thing about the countrys or the Scientists what an apathy of this House sir?

Mr. Chairman: Be brief.

POINT OF ORDER RE: THE IMPORT OF ASTRALIAN WHEAT.

Mr. Muhammad Ishaq Dar: Sir, I had indicated on 27th of February, we are moving from net wheat exporter in 1999-2000 to net wheat importer. Sir, I am not privy what the Government has been doing but luckily, the Press in last two days has highlighted the import of wheat number one. Point has been proven what I said on the floor of the House, we have moved because of imprudent and improper policy for Agriculture. You know, inputs should be economical. Now, sir, we have seen that there is the big scandal in the newspaper. I think, we need sir, the Government to explain,

یہ جو گندم

which has allegedly been imported from Australia but actually, it has come from India and this is "kernel burnt" which is a very serious problem sir, it is not humanly consumable

اور اخبار یہ رپورٹ کر رہا ہے،

quoting the Minister that" he has said that the Cabinet is considering that: "In confidence building measures, the payment should be made to India".

Sir, I strongly protest, this is no way, it is a commercial transaction. No. 1, it was wrong to have stated publicly that it has come from Australia. Australian High Commissioner has three times categorically denied that Australia has nothing do with this wheat. Sir, I would request that this is a public issue sir that this wheat, No. 1 sir, must be either returned or destroyed in the presence of the exporter, whether it is from India or wherever it is from. It is not humanly consumable. Sir, No. 2, the Government should make a categoric statement on the floor of the House that they are not going to make this payment, I mean, confidence building measures do not reequire this sir. We should just..........

Mr. Chairman: Let's hear the reply from the Government. Mr. Hiraj.

پروفیسر غفور احمد: جناب ایک بات ہے۔

جناب چیئرمین: اسی پر ہے۔

Mr. Liaqat Ali Jatoi: Mr. Chairman, sir, I want to reply to the remarks, made by the honourable Member sir, before Professor Ghafoor.....

جناب چیئرمین: اسی پر ہے یا کوئی اور چیز ہے۔

پروفیسر غفور احمد: اسی سلسلے میں ہے، ایک منٹ۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے، Minister صاحب کو سن لیں اگر آپ کا اس پر answer نہیں آتا تو پھر آپ point raise کر لیجیئے گا۔

پروفیسر غفور احمد: میں آپ کے سامنے یہ بات پیش کرتا ہوں اور یہ بات کہتا ہوں کہ اگر ہم ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم) اور نواز کو credit دیتے ہیں تو یہ credit موجودہ حکومت کو

بھی جاتا ہے کہ انہوں نے کامیاب تجربہ کیا ہے۔ Collin Powell کا بیان ہے کہ ہم نے ڈاکٹر قدیر کو جو معافی دی ہے، وہ مشروط دی ہے اور یہ واپس بھی ہو سکتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر صاحب یہ بھی بتائیں کہ یہ معافی Collin Powel نے دی ہے یا حکومت پاکستان نے دی ہے؟ یہ بھی بتائیں کہ Collin Powell کا ہماری اس بات سے کیا واسطہ ہے؟ اس لئے کہ ہمارے جو founder Scientists ہیں، وہ آج اپنے گھر میں قید ہیں۔

Mr. Chairman: Mr. Liaqat Ali Jatoi:

Mr. Liaqat Ali Jatoi: Mr. Chairman! for the information of my very dear and honourable colleague who has passed remarks on Government that there has been a scandle in procurement of wheat or importing wheat from Australia to Pakistan. Sir, there is no such thing, there has not been any scandal. This was wheat basically, imported from a private firm, it is nothing to do with Australian Government No. 1. When these two ships arrived that was supposed to be tested because we cannot allow all those scandals to take place as used to be previously.

اس کا test کروایا گیا، it was contaminated sir, it was contaminated thenagainthe Prime Minister in the Cabinet had asked Dr. Atta-ur-Rehman that inpresence of Autralians, you just go for again retesting of that wheat,again it was retested sir and again it was found contaminated. So, how could we allow our people to have contaminated wheat?

جناب چیئرمین: باری باری جی۔ I have noted the names, Mr.Mohammad Akram, اسی wheat پر بولنا ہے۔ بتائیے۔ اکرم صاحب ذرا بیٹھئے۔ ذرا سن لیں ان کا wheat point ہے پھر آپ کو دیتے ہیں۔

جناب اویس احمد خان لغاری (وفاقی وزیر برائے انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی):

Industries Minister نے explain کیا ہے - I would like to further clarify this issue. اس گندم کے لئے PASCO نے open tenders کے ذریعے advertise کیا تھا کہ ہماری ضروریات پوری کرنے کے لئے اتنی wheat کی ضرورت ہے - جو Indian origin کی wheat تھی ان کے tenders میں سب سے low rate quote ہوئے تھے جو اس وقت PASCO نے reject کر دیئے تھے اور اس کے بعد second lowest تھے جو Australian origin کی wheat تھی وہ open tender کے ذریعے transparent طریقے سے accept کی گئی۔ جب یہ Australian wheat وہاں سے پاکستان کے shores کے پاس آئی تو اس کی as per the conditions of the contract ہر چیز کو ہماری lab کے اندر PASCO نے properly verify کیا کہ وہ conditions meet کرتی ہے کہ نہیں کرتی - Agriculture Ministry کی اس organization نے اس wheat کو reject کیا کیونکہ اس کے اندر kernel burnt اور gelatine کی percentage, that was not enough. اس کے اوپر Australians نے شور مچایا۔ International media میں گئے۔ اس کے اوپر criticism آئی کہ پاکستان نے صحیح wheat کو غلط کیا ہے۔ آسٹریلیا کی گورنمنٹ کا PASCO کے ساتھ تو کوئی تعلق نہیں تھا۔ حکومت پاکستان اور آسٹریلین گورنمنٹ کا اس کے اندر کچھ نہیں ہے۔ It is one organization which is a commercial organization called PASCO جنہوں نے open market کے اندر ایک private trading company کو یہ wheat کا order place کیا تھا۔ it does not have anything to do with the Australian government at all.
اس کے بعد جب یہ ہمارے tests آ گئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ان tests کو دوبارہ lab میں test کروائیں۔ Australian scientists کی موجودگی میں اس کو test کروائیں۔ وہ کئے گئے پاکستان میں آسٹریلین scientists کی موجودگی میں یہ test کئے گئے اور ان میں ایک ایسا Australian scientist ہے جس کا اپنا ایک paper publish ہوا ہے جس کے اندر اس نے کہا ہے کہ اگر wheat کے اندر اس قسم کا fungus ہو تو وہ wheat crop کے لئے، ملک کے consumers کے لئے harmful ہو سکتا ہے۔ ان وجوہات کے اوپر انہوں نے contract obligations نہیں meet کیں اور wheat کے test تھے۔

so that came to the government of Pakistan and came under the discussions in the Cabinet, the Prime Minister and the Cabinet have taken a decision this afternoon

کہ پاکستان کی

laboratories are capable enough, this wheat does not meet the obligation and the entire criterion as per the contract, we will not go to and we have refused and rejected the wheat in the interest of the people of the country and in the interest of our agriculture sector. It has been rejected and we had clearly conveyed that through the press and the media and I think Information Minister would have done in the press briefing after the Cabinet meeting. So there is no scandal. We have done in the interest of our country. What a point the Opposition is trying to prove

کہ جی یہ رپورٹ ہے اور وہ رپورٹ ہے۔ اخبارات کے اندر جو بھی رپورٹس آئی ہیں ان سے یہ بات transparently clarify ہو گئی ہے اور اس پر یہ ایک issue بنانے کی مجھے تو کوئی تک سمجھ نہیں آتی۔

Mr. Chairman: Let us hear Professor Khurshid.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین، میں دونوں وزراء کے اس بیان کا خیرمقدم کرتا ہوں، کہ ایک ایسی contaminated wheat کو پاکستانی laboratories میں test کے بعد reject کر رہے ہیں یہی انہیں کرنا چاہیے تھا۔ یہی ملک کے مفاد میں ہے۔ لیکن یہ بات ضرور قابل غور ہے کہ اس پورے معاملے کا back ground جس میں پہلی بات یہ آتی ہے کہ کیا ملک میں stock کافی تھے؟ کیا ہمارے strategic reserves کی روشنی میں inter provincial movement کے ذریعے سے ہم اپنی ضرورت پوری کر سکتے تھے؛ لیکن وہ وقت پر پوری نہیں ہوئی۔

دوسری بات پاسکو کی specialisation storage کے لئے ہے international کے لئے نہیں ہے۔ جبکہ State Trading Corportion purchases کے لئے purchase موجود ہے۔ کیا وجہ تھی کہ پاسکو کو یہ کام دیا گیا State Trading کا راستہ اختیار نہیں کیا گیا؟ یہ بھی ذرا بتا دیں کہ اس پوری deal کے اندر net loss کیا ہو رہا ہے، یعنی ہم کتنی payment کر چکے ہیں اور اس کی recovery کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔

جناب چیئرمین : جی درانی صاحب۔

جناب محمد علی درانی ۔ جناب چیئرمین ! شاہین کا جو کل experiment ہوا اس کے اوپر میں حکومت کو اور اس ملک کی عوام کو مبارکباد دینا چاہوں گا۔ اس موقع پر میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس ایوان میں موجود ہمارے وہ دوست جو پچھلے ایک لمبے عرصے سے اس چیز کو establish کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ میزائل پروگرام roll back ہو رہا ہے۔ اٹامک پروگرام roll back ہو رہا ہے۔ ملکی مفادات کو امریکہ کے ہاتھ بیچا جا رہا ہے۔ اس قسم کے وہ تمام الزامات جو بلاتحقیق لگائے گئے اور نیوکلیئر issue کے اوپر جس قسم کی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا گیا، میں سمجھتا ہوں کہ جو کل کا اقدام ہے اس کے نتیجے میں اپوزیشن کو عوام سے اپنے ماضی کے conduct پر اور statements پر جو انہوں نے غیر ذمہ دارانہ طور پر وقتاً فوقتاً اس Floor of the House پر دی ہیں، عوام سے معافی مانگنی چاہیے۔

دوسری بات جو میں اس سلسلے میں کہنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ جہاں تک نیوکلیئر پروگرام کا سوال ہے وہ بھٹو صاحب کے زمانے میں شروع ہوا، اس کے بعد آج تک چلتا رہا اور چل رہا ہے۔ قوم کے بہترین مفاد میں چل رہا ہے۔ اسی طرح میزائل پروگرام بھی شروع کیا گیا اور وہ آج تک چل رہا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ نہ ہم اس کو پھاڑنے کا credit لینے کی کوشش کریں، نہ ہم اس کو شروع کرنے کا credit لینے کی کوشش کریں۔ جہاں ہم پھاڑتے ہیں وہاں ہم پھاڑنے کا credit لیتے ہیں۔ جہاں اوپر سے گزارے جاتے ہیں وہاں گزارنے کا credit لیتے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ بنیادی طور پر اس کا credit پاکستان کی عوام کو جاتا ہے جنہوں نے اس راستے پر قربانی دیتے ہوئے کسی بھی لیڈر کو اس چیز کی اجازت نہیں دی کہ وہ اس کو roll

back کرے، نہ کسی لیڈر کو اس چیز کی اجازت دیں گے کہ وہ آئندہ اس کو roll back کرے۔ کل کے اقدام نے جس چیز کو ثابت کیا ہے اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کو جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے قوم سے معافی مانگنی چاہیے۔

Mr. Chairman : Mr. Azam Swati. Please keep it to brief and to the point.

Mr. Muhammad Azam Khan Swati : Yes, it will be very brief and it will be to the point. Thank you very much. Mr. Chairman, again back to the issue of wheat. Again on my behalf, I categorically endorse the steps taken by the Food Ministry in this particular case but I want and I want to hear in this present House from the Minister who will ensure us that whether it is a private individual or it is an organisation, but he will need to ensure us that they will not lose any money in this transaction and the reason I am saying, it is very clear because the financial pros and cons tell us, that when L. C. is opened what controls a government entity, the money that has already been shuffled in this process through L.C. is the asset of Pakistan. Whether or not a Pakistani individual organisation is going to use that money in this transaction. Thank You.

Mr. Chairman: Mr. Muhammad Akram.

میں سب کی طرف آرہا ہوں۔

I cannot have every speaker at the same time, gradually, but please realize

کہ آپ اس میں اپنا ہی Private Members Day کا time consume کر رہے ہیں۔

جناب محمد اعظم خان سواتی: جناب! منسٹر صاحب کی طرف سے اس کا جواب تو نہیں آیا۔

Mr. Chairman: I think, point of order

پر اگر آپ پہلے بتا دیتے تو concerned Minister یہاں ہوتے ۔ یہ چونکہ abruptly ایسا ہوا ہے it is noted and you will get the response in due course. اسی لیے میں کہتا ہوں کہ پہلے coordinate کر لیا کریں۔

جناب الیاس احمد بلور : اس وقت Finance Minister Sahib بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس بارے میں وہی جواب دیں گے۔ کیونکہ پیسوں کے بارے میں تو Finance Minister ہی جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین : انہوں نے ایک پالیسی کے بارے میں جو آج فیصلہ ہوا تھا' بتا دیا ہے۔ اگر details چاہیے ہوں گی تو

they will come back later or you can move another option. Mr. Muhammad Akram.

جناب محمد اکرم : شاہین ٹو کے کامیاب تجربے پر میں سب سے پہلے اپنی حکومت' افواج پاکستان' اپنی پوری قوم' بالخصوص اپنے محترم صدر صاحب اور وزیر اعظم جمالی صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ کامیاب تجربہ اس چیز کی نشاندہی کرتا ہے کہ جہاں ہم امن چاہتے ہیں اور اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ اچھے رابطے رکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہم اپنی safety اور security پر compromise نہ کریں۔ یہ خاص طور پر اس چیز کی نشاندہی کر رہا ہے کہ Pakistan will continue to maintain the minimum deterrence. پوری قوم اس پر ہماری حکومت کو ، صدر مشرف صاحب کو اور جمالی صاحب کو مبارک باد پیش کرتی ہے۔

دوسرا جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے ایک بہت اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا۔ یہ جو انڈیا۔پاکستان کا تیرہ تاریخ کو کراچی میں کرکٹ میچ ہو رہا ہے۔ آپ! agree کریں گے کہ شاید ہی کسی کھیل کو اتنا فروغ ملتا ہو جتنا کہ کرکٹ کو ملتا ہے۔یہ پوری قوم کے لیے بہت زیادہ تفریح کامرکز ہوتا ہے۔ اس بارے میں متضاد خبریں آ رہی ہیں۔ جیسے ہی اس میچ

کے ٹکٹ ملنا شروع ہوئے وہ ایک ہی دن میں بک گئے اور بد انتظامی اور افراتفری کا ایک سماں رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ------

جناب چیئرمین: بدانتظامی کیا تھی؟

جناب محمد اکرم: بدانتظامی کرکٹ میچ کے ٹکٹوں کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کرکٹ کے ہزاروں شائقین اس دفعہ بھی اس تفریح سے محروم رہ جائیں گے۔

جناب چیئرمین: یہ تو capacity کے حساب سے ہو گا کہ کتنے لوگ سٹیڈیم میں بیٹھ سکتے ہیں۔

جناب محمد اکرم: میرا خیال ہے جناب چیئرمین! کہ ہمیں اس طرف تھوڑی سی توجہ دینی چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ جو لوگ اس کے انتظامات کر رہے ہیں انہوں نے کیا انتظامات کیے تھے جو لوگوں میں اتنی محرومی نظر آ رہی ہے۔ تھوڑا سا اس کی طرف توجہ کر لی جائے تو میرا خیال ہے لوگوں کو ذرا تسلی ہو جائے گی۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی میں سب کی طرف آتا ہوں۔ پیچھے سے اب آگے آ رہا ہوں تا کہ پیچھے سے آپ بعد میں ہاتھ نہ اٹھائیں

so we will just come forward. Senator Rukhsana Zuberi Sahiba

Engr. Rukhsana Zuberi: Thank you Mr. Chairman!

یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ کراچی میں میری constituency میں، ایک ہفتے میں دو انتہائی اندوہناک واقعات ہوئے ہیں۔ ابھی گذاب کی دو معصوم بچیوں پر جو ظلم ہوا اور جس طرح administration نے غفلت برتی، اس کی دھول نہیں ہٹی تھی کہ اس event میں سب سے اہم کردار ہمارے ایک ساتھی MPA عبداللہ مراد بلوچ کر رہے تھے، اس مسئلے کو solve کرنے کے لیے، ان کا قتل ہوا اور اس target killing کے بعد آج کی رپورٹ یہ ہے کہ ان کے گھر پر راکٹ مارا گیا جو خوش قسمتی سے ان کے گھر کی بجائے ریت میں لگا اور اس طرح وہ محفوظ رہے۔ اس کا مطلب ہے ان کی فیملی بھی target پر ہے۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ کیونکہ یہاں پر ہمیں صرف debating forum کے طور پر لیا something should be done

جارہاہے کوئی result سامنے نہیں آ رہے، کوئی report سامنے نہیں آ رہی۔

جناب! گڈاب کی دو بچیوں کا مسئلہ ہے۔ میری بڑی تفصیل سے بات ہوئی ہے، وہاں کے ساتھیوں سے اور ان کے خاندانوں، وہ بتاتے ہیں کہ کوئی circumstantial evidence تک نہیں لی گئی۔ جب کہ بچیوں کو جس وقت recover کیا گیا تھا تو علاقے کے ہزاروں لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے اور وہاں پر ہمارے ساتھی تھے۔ انہوں نے کوشش کی کہ law and order situation خراب نہ ہو۔ وہ گئے، they found the circumstantial evidences there, nothing has happened sir, کچھ نہیں ہوا۔ ابھی یہ پتا چلا ہے کہ جو FIR لکھی گئی ہے، جناب! دونوں FIRs دونوں cases میں، گڈاب کی بچیوں کے سلسلے میں جو FIR لکھی گئی ہے اس میں دو جملے پولیس کی investigation پر add کیے گئے ہیں بیچارے agrieved family کے بزرگ تھے ان سے sign کروائے گئے ہیں اور اس میں یہ لکھا ہے کہ یہ political parties کی چپقلش کا شاخسانہ ہے، انہیں آپس میں لڑانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ان سے کہا گیاان کو دھمکیاں مل رہی ہیں کہ تم اس political party کا جھنڈا اتار دو ورنہ ہم تمہیں ختم کر دیں گے تو لوگوں نے پوچھا کہ جی آپ کے ہاں جھنڈا تو ہے ہی نہیں، کہا کہ جی یہ لکھوایا ہے تو ہم نے لکھ کر دیا ہے، they have signed that. جہاں تک عبداللہ مراد کا سوال ہے تو جناب! وہاں پر state نے FIR کاٹی ہے۔ یہاں کے لوگوں کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ وہ اپنی FIR خود کٹوا سکیں۔ Sir, this is the heinous situation, very very terrible. یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ ہم ایک crisis سے گزرتے ہیں اور دوسرا crisis آ جاتا ہے۔ Is this the way to solve problems? وانا کا مسئلہ ہوا تو پھر ساتھ لورالائی کا آ گیا، ابھی لورالائی کی رپورٹ نہیں آئی تو گڈاب کا آ گیا، پھر کوئٹہ کا incident ہو گیا۔

جناب چیئرمین : اپنا point of order مختصر رکھیں، یہ چیزیں mention ہو چکی ہیں۔

انجینئر رخسانہ زبیری : پھر عبداللہ مراد کا آ گیا۔ I would request you sir. کہ اتفاق سے یہاں پانچوں خواتین جو سندھ سے ہیں وہ کراچی میں based ہیں، kindly ان کو

investigation میں involve کریں تا کہ صحیح سمت میں investigation چل سکے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Mr. Javed Ashraf Qazi.

Lt. Genl. (Retd.) Javed Ashraf: I would like to put the record straight because I think some credits were taken and some credits were given which were not correct and where they are not due. While it is ture that both nuclear and missile programmes have been supported by every government that came into power so, credit goes to all of them including those which were interim governments and right up to the present government but let me say about the missile programme. Let me put the credit where it is actually due, let me give it there.

Sir, the first missile was purchased during Benazir Bhutto's first tenure.

(Thumping of desks)

And the programme was started to carry out indigenous production of missiles under SPARCO. This programme produced rockets which were not guided and SPARCO failed to produce guided missiles. Thereafter, it was in 1994, Benazir's second tenure, when it was decided that SPARCO has not been able to produce the guided missiles that we require. Since we have the nuclear capability, we would require carrying capacity also and guided missiles, not unguided rockets and, therefore, the programme was taken away from SPARCO and given to two places so that we could carry out simultaneous development of liquid fuel missiles and solid fuel missiles. The liquid fuel missiles were given to KRL and the solid fuel

missiles were given to Atomic Energy Commission. Sir, therefore, the technology was purchased during that time. Let me also tell you that that was the time when the technology was purchased.

(Thumping of desks)

The programme continued like this in separate places and after President Musharraf came to power it was decided that we need to co-ordinate because we cannot afford too much overlap and therefore, the programme was co-ordinated and an organization NESCOM was made which actually as today carried out the further development of these missiles. Let me also point out that we have never attained the capability that we have attained today because it is a two-stage missile with the longest possible range that we need, that has been produced and the entire development of this missile has taken place in the last four years.

(Thumping of desks)

Let me also point out sir, that although credit was being given and I will give the credit where it is due for carrying out the nuclear blast but sir, we must remember that more credit goes to India and to Mr. Advani who carried out the blast in those days when Mr. Nawaz Shrif was in power and thereafter started threatening Pakistan. The then Prime Minister was under pressure from both sides. One side, the west wanted him not to do it. Second side, the public and the Army and the Press wanted him to do it. Let us say he agreed to the correct pressure and, therefore, I give him credit for that but I would like to point out one thing sir, that while giving this Prime Minister the credit for this as far as Science &

Technology is concerned, he cut down the budget of Science & Technology to mere pay and allowances. He took away the entire research budget of the Science & Technology and also let me point out that the National Commission for Science and Technology was set up by Mohtarma Benazir Bhutto. Its first meeting was presided over by her and for the next 10 to 12 years, despite the repeated requests by the Ministry of Science, Mr. Nawaz Sharif never agreed to chair the meeting of National Commission of Science and Technology or give any direction to the country until President Musharraf came into power, the second meeting of that Commission was held during his tenure.

So, sir while we give the credit for something that was done, let's also give the credit to the places where it is actually due. This programme has never seen so much developments as it has seen in the last four years but irrespective of this let us say that all the governments should be given credit because nobody rolled back and least of all, this government which has taken it to the height which we wanted to attain. Thank you sir..

Mr. Chairman: Syed Murad Ali Shah.

سید مراد علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین! میں ایوان کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ آج کے اخبارات میں آیا ہے کہ ہماری جو تعلیم کی وزیر صاحبہ ہیں انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم اپنی کتب سے ، اپنی تعلیم سے اور نصاب سے وہ تمام چیزیں ہٹائیں گے جو بھارت کو پسند نہیں ہیں۔ اس طرح ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ نفرت اچھی چیز نہیں ہے لیکن تاریخ کو بدلنا بھی آسان کام نہیں ہے۔

اس وقت پچاس سال، آدھی صدی جو گزری ہے ہندوستان میں فسادات ہوئے ہیں، تقسیم میں

آگ اور خون کی ندیاں پار کر کے ہمارے لوگ آئے ہیں۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے آپ ان کا جواب سن لیں۔

سید مراد علی شاہ: اخبارات میں چھپا ہے سب کچھ۔

جناب چیئرمین: آپ جواب سن لیں وزیر صاحبہ کا۔ زیادہ time لینے کی بجائے جو main issue ہے وہ آپ نے بتا دیا ہے۔

(مداخلت)

Mrs. Zobaida Jalal: Sir, May I ask which newspaper?

جناب چیئرمین: مراد صاحب، شاہ صاحب۔

پروفیسر غفور احمد: جنگ اور نوائے وقت۔

مسز زبیدہ جلال: جنگ اور نوائے وقت میں۔ Sir, I have never said this.

جناب چیئرمین: جواب آ گیا کہ انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے۔

سید مراد علی شاہ: سب اخبارات میں ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، ہو سکتا ہے کوئی communication gap ہو گیا ہو۔ جب Minister Sahiba خود کہہ رہی ہیں floor of the House پر کہ نہیں کہا ہے تو میرا خیال ہے جواب ہو گیا۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: تردید تو آنی چاہئے اس کی۔

جناب چیئرمین: وہ تردید ہی تو کر رہی ہیں۔ Floor of the House پر تردید ہی تو کر رہی ہیں۔

مسز زبیدہ جلال: جناب بار بار مجھے اخبار والے پوچھتے رہتے ہیں کہ curriculum revise ہو رہا ہے اور curriculum میں changes آ رہی ہیں اور pressure ہے کسی ملک کا جس کی وجہ سے آپ کر رہے ہیں۔ All I have said that Pakistan is a sovereign country and we make our own decisions ہم نے کسی کے pressure میں اپنا

curricula نہ revise کیا ہے اور نہ کریں گے۔ 2000ء میں curricula review ہوا تھا' revise ہو گیا ہے۔ وہ text books بھی class rooms میں آ گئی ہیں

and that was done after 16 years of a status quo or stagnant curricula. That is all that I have said sir,

پروفیسر غفور احمد: جناب چیئرمین! اسی سلسلے میں ہے۔

جناب چیئرمین: میں عرض کروں کہ اس کے بعد Commenced motion میں Education policy discuss ہوئی ہے۔ اس پر آپ بات کرلیں۔ بجائے ادھر وقت consume کرنے کے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Personal reference

کوئی نہیں دیا' Personal reference تو I think کوئی نہیں general بات ہے۔

Mr. Muhammad Ishaq Dar: Sir, just one minute.

جناب چیئرمین: مختصر رکھیئے گا۔

جناب محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ جناب چیئرمین! میں صرف یہ clarify کرنا چاہوں گا

Sir, on a point of personal explanation. Honourable Senator, my very respected colleague Ashraf Qazi Sahib

نے یہ فرمایا کہ اس زمانے میں Science and Technology کا بجٹ نہیں بڑھا

I think it will not be proper for me to tell reasons in national interest but the bulk of the money was transferred or reallocated to the classified programme, the results of which we are seeing today No. 1. No. 2 sir, he was part of our colleagues. He was Secretary, Science and Technology. He lacked courage, if he disagreed with the Prime Minister, he should

have resigned from the job. I mean after leaving D.G. (ISI) job he was happy to accept the job in the elected government, democratic government.

جناب چیئرمین: تشریف رکھیئے ۔ OK. قاضی صاحب۔ قاضی صاحب کو سن لیں He is on personal explanation, please be brief.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سارے اکھٹے تو نہیں ہو سکتے ناں۔ اس طرح تو ہر کوئی اٹھاتا رہے گا once we have moved forward, we don't have to go back. Don't worry, you will get your chance.

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: Let me answer. I will be brief. Sir, I do not know whether they transferred that money to a classified programme or not but I am talking of the Ministry of Science and Technology. The budget was reduced from 900 million to 350 million only. PCSIR was told, no research. All the Ph. D programmes under which our scientists were going abroad on scholarships were discontinued. I cried hoarse. I did not have a Minister. The Prime Minister would not give time for Science and Technology. We kept on sending summaries, he refused to chair a meeting of the Commission for Science and Technology. He said we don't need Science and Technology. About the classified programme, I can say anything because it is classified, so I can make any statement. He has asked that I should have resigned, did he resign when the

programmed money disappeared.

Mr. Chairman: Please do not quote personal references.

Lt. Gen. (Retd.) Javed Ashraf: He was Finance Minister when the foreign exchanges were frozen. Did he resign as the Finance Minister at that time. It is easy to blame sir.

Mr. Chairman: I think let us not get into personal comments.

Mr. Muhammad Ishaq Dar: Sir, I have a point.

جناب چیئرمین: اس طرح تو پھر یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

Mr. Muhammad Ishaq Dar: Sir, is it that is why, this House is for, people should know. Sir, it was nothing, all this was disinformation by the Military people who took over this country. Let me sir, refer our honourable friend, he should look into the 2000-2001 State Bank Report of Pakistan, Annual Report. He will find on pages 126-127, the hundred per cent complete detail. Is it possible in National Debt Retirement Programme Sir, the money didn't come in

بوریوں میں پیسے نہیں آئے پیسے

came obviously through the banking channels, people were repaid. And not only repaid in rupees in June 1999 instalment but in dollars. Although there was, your know, serious conditions, people were repaid sir. Not even till today anybody from the entire world has stood up and said

جناب میں نے ایک ملین ڈالر National Debt Retirement Programme میں بھیجا تھا۔

It was all propaganda. And I would request my honourable friend, he

should look into the Annual Report of the State Bank of Pakistan which is an authenticated book. This was all a planned maligning of the previous government through their malafide designs. State Bank's Report, you know, gives all the details that how much money was collected, what were the sources; where the money was used to retire the most expensive debt of this country at 17 per cent. Sir, you were in National Bank of Pakistan as President, you are well aware. You were collecting that money on behalf of the Government. So, I request that the people should be very careful in making allegations, should not depend on the newspaper reports which were four or five people disinformation cell in may be, at that time CEO office to malign the politicians of this country. Sir, I would request my honourable friend to look into the Annual State Bank Report, pages 126, 127 of 2000-01, he will have all the details of National Debt Retirement Programme.

Mr. Chairman: Ms Agha Pari Gul

مسز آغا پری گل: جناب چیئرمین! میں شاہین میزائل پر اپنے صدرصاحب اور وزیر اعظم پاکستان کو مبارکباد دیتی ہوں ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے یہ بھائی اتنا لڑتے کیوں ہیں ۔ ٹھیک ہے ہر انسان اپنا مافی الضمیر بیان کرے اس میں لڑائی کی ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ مگر یہ جو دونوں آس پاس بیٹھے ہوئے ہیں ان دونوں بھائیوں کو پتا چلنا چاہیئے کہ اصل میں میزائل start تو بھٹو نے کیا ۔ میرا خیال ہے یہ جو ہمارے بلور صاحب ہیں' یہ یا تو سو رہے ہیں یا ان کو پتا نہیں چلا ہوگا ورنہ یہ بڑا شور کرتے ہیں ۔ کریڈٹ تو ان کو جاتا ہے ورنہ آپ دیکھیں کہ چھوٹے چھوٹے points پر ہمارے بلور صاحب اتنا زیادہ بولتے ہیں ' مگر اس وقت کیوں خاموش ہیں ؟ اسحاق نے نواز شریف کو credit دیا ' بلور صاحب سوئے ہوئے ہیں ۔ جو بھٹو نے سٹارٹ کیا

اور آرام سے سوئے ہوئے ہیں، ان کو پتا ہی نہیں ہے۔ کم سے کم ان کو شور تو کرنا چاہیئے کہ بنیاد کس نے رکھی ہے۔ یہ بھی تو دیکھیں۔ بھٹو نے بنیاد رکھی ہے۔ آپ یہ کیوں نہیں بول رہے ہیں۔ آپ کو بولنا چاہیئے۔ دوستی تو نہ نبھائیں، سچ بولیں۔ اور بالکل آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے کہ کہیں ان کی پارٹی ٹوٹ نہ جائے۔ اگر ایک اٹھ جائے گا تو ظاہر ہے کہ اس کے مخالف بولے گا تو ایک تو ویسے بھی بیچارے چار، پانچ، دس بارہ ہیں، وہ کوشش کریں گے کہ لڑیں نہیں مگر دیکھیں! اگر یہ بات ہمارے اس طرف بیٹھے ہوئے لوگ کرتے تو اتنا شور اٹھتا، یہ واک آؤٹ کرکے چلے جاتے۔ مگر اس وقت بلور صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہیں، رضا ربانی صاحب، sorry, sorry۔

جناب الیاس احمد بلور: دیکھیں جناب چیئرمین! یہ میرا نام لے رہی ہیں۔ یہ نام بھی بھول گئی ہیں۔

Mr. Chairman: Bilour Sahib, it stands clarified.

جناب الیاس احمد بلور: جناب! محترمہ کا نام پری گل ہے۔ نہ یہ پری ہے اور نہ یہ گل ہے۔

مسز آغا پری گل: جناب! میں رضا ربانی کی بات کر رہی ہوں کہ یہ کیوں نہیں بول رہے ہیں۔ یہ credit کیوں نہیں لے رہے ہیں۔ بھٹو صاحب نے یہ start کیا اور یہ خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسحاق ڈار نے اتنی بڑی تقریر کی مگر اس کے باوجود بھی یہ بیٹھ کر سن رہے ہیں حالانکہ یہ credit بھٹو کو جاتا ہے۔ بھٹو نے start کیا اور جنرل پرویز مشرف نے پوری دنیا کو دکھا دیا۔ جناب چیئرمین! credit مشرف کو جاتا ہے۔

دوسری بات، ہمارے بزرگ نے ابھی ہماری بہن سے کہا کہ جی انڈیا کے---- ارے بابا آپ Senate of Pakistan میں بیٹھے ہو اور آپ کی روح انڈیا کی طرف بھاگ رہی ہے، کم از کم آپ کو سوچنا چاہیئے کہ آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے؟ آپ کے پاس ثبوت ہے؟ ایک خاتون جو اس وقت پورے پاکستان کی Education Minister ہے کیا وہ ایسی غلط بات کر سکتی ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایک ذمہ دار عورت ایسی بات کرے۔ ویسے ہی اگر ایک چھوٹا سا بیان

چھپ جاتا ہے تو آپ اسے سینیٹ میں لے آتے ہیں۔ سینیٹ میں لانے سے پہلے آپ ہمارے چیئرمین سے تو رابطہ کریں۔ ان سے پوچھیں کہ آپ کے Minister نے بیان دیا ہے۔ نہیں، آرام سے بیٹھیں---

Mr. Chairman: Order please. Hear the honourable member.

مسز آغا پری گل: ایسی بات تو اخبار میں آتی رہتی ہے۔ اگر زبیدہ جلال نے یہ کہا ہے تو پھر ہم ان سے بھی بات کریں گے کہ انہوں نے یہ بات کیوں کہی ہے۔

جناب چیئرمین: انہوں نے وضاحت کر دی ہے۔ اب تو وہ بات ختم ہو جانی چاہیئے۔ جناب انور بیگ۔

Mr. Muhammad Enver Baig: Sir, my question is to the honourable Minister for Foreign Affairs.

Mr. Chairman: Point of order to be brief.

Mr. Muhammad Enver Baig: Sir, I will take exactly the same time which Mrs Pari Gul took.

اتنا ہی ٹائم لوں گا۔

Mr. Chairman: That cannot be, a question that was long as a statement.

Mr. Muhammad Enver Baig: Sir, I will also make a statement.

مسز آغا پری گل: جناب چیئرمین صاحب! [xxx]

جناب محمد انور بیگ: میرا [xxx] کے ساتھ ہی مقابلہ ہو گا۔

(اس موقع پر اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

(Pause for Aazan-e-Maghrib)

[xxx words expunged by the orders of the Chairman]

Mr. Muhammad Enver Baig: Sir, I will take just one minute.

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ان کو ایک منٹ کے لیے سن لیں۔ جماعت میں وقت ہے۔

Mr. Muhammad Enver Baig: I just like to draw the attention of the honourable Foreign Minister.

جناب! جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ interior Sindh سے کافی لوگ apply کرتے ہیں for visas at the Indian High Commission. The problem is, there are 1000 passports ready with visas at the Indian High Commission. Indian High Commission

کا جو telephone board ہے that is out of order for the last, I don't know, how many months? لوگوں کو بہت سخت تکلیف ہورہی ہے from interior Sindh to come to Islamabad۔ وہ غریب لوگ ہیں، اگر یہ telephone کھلوا دیں تو کم از کم لوگ اپنے passports کے بارے میں پتا کرلیں گے کہ وہ تیار ہیں یا نہیں۔ لوگوں کو بہت سخت تکلیف ہے۔ People are bothering us کیونکہ ہمارے کافی voters ادھر interior Sindh میں ہیں۔

جناب چیئرمین: ٹیلی فون کا محکمہ تو لغاری صاحب کے پاس ہے۔

مسز آغا پری گل: چیئرمین صاحب! یہ پاکستانی نمائندہ ہے یا انڈیا کا نمائندہ ہے؟ یہ سینیٹ میں کیا بول رہے ہیں۔

جناب محمد انور بیگ: جناب! ان بی بی کو کہیں کہ بیٹھ جائیں۔

Sir, we are talking of the Pakistani citizens.

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please hear the Foreign Minister.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سن لیں ناں۔ ان کا جواب سن لیں۔ جی جناب قصوری صاحب۔

Mr. Muhammad Enver Baig: Please tell this (xxx) to sitdown.

Mr. Chairman: Please be careful of your language and I expunge all such references.

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے۔ تشریف رکھیے۔ سن لیں وزیر صاحب کو۔ Please be seated. وزیر صاحب کو سن لیں۔

پروفیسرغفور احمد: جناب چیئرمین! مغرب کی اذان اور نماز میں زیادہ فرق نہیں ہوتا ہے۔میری گزارش ہے کہ آپ House adjourn کردیں۔ دوسری نمازوں میں وقت ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: جناب مغرب کا وقت کافی دیر تک ہوتا ہے' ایک منٹ کے لیے جواب سن لیں پھر ہم adjourn کرتے ہیں۔ مغرب کا وقت کافی دیر تک ہوتا ہے اذان کے بعد' اس پر کوئی پابندی نہیں ہوتی ہے۔

Mr. Khurshid Mahmud Kasuri(Minister for Foreign Affairs): Thank you, sir. I would liketo take this opportunity to inform the honourable Senator as well as through you, sir, the people of Pakistan that the Government of Pakistan attaches the highest importance to the coming test match series and it has provided me with an opportunity, sir, to say that we are doing all we can to facilitate people. If there are problems that the honourable Senator has highlighted, although they do not concern my Ministry, I am sure the Minister incharge will take note of it and I will also bring it to his notice and, in fact, we are particularly looking forward to the visit of the team to Karachi. Karachi is the Pakistan's largest city and we would appeal to the people of Pakistan to give a befitting reception, sir, because this is a

[xxx words expunged by the orders of the Chairman]

major confidence building measure. The Government will take all possible steps, whether it is security or anything in this connection. So, as far asthe cricket match is concerned........

(interruption)

Mr. Chairman: The need for the visas. Yes, yes, he is coming to it. Visas are linked to that.

(مداخلت)

جناب محمد انور بیگ: ان کے ٹیلی فون انہوں نے disconnect کیے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: سن تو لیں ناں۔ وزیر صاحب بتا رہے ہیں۔ Let him finish, he will address the issue. ان کو موقع دیں۔

Mr. Khurshid Mahmud Kasuri: I am trying to respond through you because most of the visas' applications that have now come up.......

Mr. Chairman: In that context.

Mr. Khurshid Mahmud Kasuri: Yes. So, now as far as the issue that he has raised that the telephone is out of order although it does not concern my Ministry. I will bring it to the notice of concerned Ministr and we wish to liberalize the visa regime and if there is any hurdle, we will be more than willing to look to the details even if there are micro details.

Mr. Chairman: Thank you. The House is adjourned for Maghrib prayer to reconvene at 6.45 p.m..

(The House then adjourned for Maghrib Prayer to meet again at 6.45 p.m. in the same evening i.e. 10th March, 2004.)

(The House reassembled after Maghrib Prayer with Mr. Chairman, Mr. Mohammedmian Soomro in the Chair)

جناب چیئرمین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایجنڈے کو شروع کریں یا we should continue with the points of order. Ok. Mr. Ilyas Bilour. رضا صاحب ' میرے پاس لکھا ہے۔میں بالکل آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔

Mr. Ilyas Ahmad Bilour: Thank you very much honourable Chairman. First of all let me go to my point of order. Sir, it is on the record of this House that I have pointed out that Pakistan has got shortage of one million tons of wheat. At that time, the honourable Minister for Food and Agriculture had said categorically that there is no shortage. Today, there is huge shortage of wheat.

Mr. Chairman: Who said that, Minister for Food and Agriculture?

Mr. Ilyas Ahmad Bilour: Minister for Food and Agriculture in the House.

Mr. Chairman: No. The Minister for Food and Agriculture was not here in the House today.

Mr. Ilyas Ahmad Bilour: Sir, not today, I am talking about January. Second is sir, let me tell you that when I came from India in the month of July, I had given an application to the Commerce Ministry, although it is allowed according to the rules that I wanted to import for the re-export for Kabul. I just wanted to bring it on the record of the House butI was refused because they said there is no shortage, nothing, no

need. Now, there is, today, a huge shortage of wheat in the country. In Karachi, three hundred rupees per bag, in Lahore, Peshawar three hundredrupees per bag for twenty Kgs. Sir, now why government doesn't take action in times no. 1 sir. No. 2, basically, I just wanted to say about Mohterma Pari Gul.

جناب چیئرمین: وہ تو آپ نے clarify کر دیا تھا۔

جناب الیاس احمد بلور: کہاں کیا جناب! آپ نے مجھے بولنے ہی نہیں دیا۔ وہ تو ویسے ہی میں چیخ وپکار کر رہا تھا۔

جناب چیئرمین: نہیں انہوں نے وضاحت کردی تھی۔

جناب الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! انہوں نے کوئی وضاحت نہیں کی۔ she has not said anything?

Mr. Chairman: She said, she was talking about Mr. Raza Rabbani and not about Mr. Bilour.

Mr. Ilyas Ahmad Bilour: She has not said a single word about that

بدقسمتی یہ ہے کہ I am an old Parliamentarian اور میں اتنا بھی un popular نہیں ہوں کہ

she does not know the name of Bilour and she is calling three times, four times Bilour, Bilour, for god's sake this is my seventh year in the Senate. six years earlier I was a Senator also, but she is calling me(xx)I don't know

---

[xxx words expunged by the orders of the Chairman]

Mr. Chairman: Please do not make any personal reference. We must exclude that. They must be excluded from the record and expunged.

(Interruption)

Mr. Ilyas Ahmad Bilour: She has given my person. I do not know

ہم دونوں اس ageمیں ہیں ۔

جناب چیئرمین: بلور صاحب آپ کا کوئی اور point ہے ۔

جناب الیاس احمد بلور: جناب یہ بہت ہی awkward بات ہے ۔

جناب چیئرمین: انہوں نے clarify کردیا ۔میں نے خود سنا ہے clarify کردیا ہے انہوں نے۔

جناب الیاس احمد بلور: پری گل صاحبہ نے معذرت نہیں کی ۔ میں نے تو نہیں سنا۔ یہاں سارا ہاؤس بیٹھا ہوا ہے ۔ کسی نے نہیں سنا۔ میں شور مچاتا رہا ہوں ۔ چار دفعہ انہوں نے میرا نام لیا ہے ۔ I was shouting from here کہ محترمہ میرا نام بلور ہے ۔ میں یہاں بیٹھا ہوں وہ آگے کوئی اور ہوگا لیکن مجھے افسوس ہے کہ محترمہ ہمارا نام بھی نہیں پہچانتی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ میں تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔

مسز آغا پری گل: جناب چیئرمین! میں نے اپنے پیارے سے بھیا کو sorry کیا ہے ۔ اس کے باوجود اگر وہ دوبارہ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے میں sorry کر دیتی ہوں۔

جناب الیاس احمد بلور: میری بڑی بہن، میری آپا یہ مہربانی کرکے دوبارہ میرا نام صحیح طریقے سے پہچانیں Thank you very much.

جناب چیئرمین: گلشن سعید صاحبہ۔ موجود نہیں ہیں۔ رضا صاحب میں آ رہا ہوں ۔سب اکٹھے نہیں بول سکتے کیونکہ پھر بعدمیں لوگ آتے ہیں تو مسئلہ ہوتا ہے ۔ ایک دفعہ جب ہم آگے چل رہے ہیں then we will not take any more from behind there یہی ایک طریقہ ہے ۔ سب کو موقع ملے گا بول کر سنیں یا سن کر بولیں، موقع آپ کو ملے گا ۔ جی تہمینہ

صاحب۔

جنابِ جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھیم : جناب چیئرمین ! میں ایک چھوٹی سی عرض کروں گا کہ ہمیں جو غلط فہمیاں تھیں کہ Nuclear policy roll back ہو جائے گی ابھی یہ clear ہوگیا ہے کہ scientists سے debriefing کی وجہ سے ہمارے ملک کو کوئی نقصان نہیں ہوتا اور اتنے scientists ابھی بھی ہیں جو اس معاملے کو آگے چلا رہے ہیں ۔ اسی کے لئے صدر صاحب کو اور وزیراعظم صاحب کو میں بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ یہ programme roll back نہیں ہو رہا، چل رہا ہے، Individuals are not counted in the history ! اگر پانچ چھ افراد پیسے کے لالچ میں ملک کو بیچنا چاہتے ہیں ان کی وجہ سے Nuclear programme پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ابھی بھی چھ ہزار scientest ہیں جو اس کو چلائیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین : بنگزئی صاحب۔

حاجی لیاقت علی بنگزئی : شکریہ۔ جناب چیئرمین ! میں ایک انتہائی اہمیت کے حامل موضوع کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں ۔جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جی ٹی روڈ کے دونوں جانب جب کوئی سڑک وغیرہ تعمیر کرنی ہوتی ہے تو حکومت دونوں اطراف میں خالی جگہ چھوڑ دیتی ہے تاکہ بوقت ضرورت سڑک کو کشادہ کرنے میں کوئی دقت اور تکلیف نہ ہو ۔ حتیٰ کہ اس جگہ کوئی مسجد بھی تعمیر نہیں کی جاسکتی ۔جناب چیئرمین ! نہ جانے کس مصلحت کی بناء پر ہمارے National Highway Authority والوں نے یہ زمین اسلام آباد کی کسی کمپنی کو lease پر دے رکھی ہے جس نے مرید کے کے دونوں جانب لوہے کے کیبن بنانے شروع کئے ۔ جس سے وہاں کے کاروباری طبقے و حلقے کے لوگوں میں بے چینی اور تشویش پیدا ہونا ایک فطری عمل ہے ۔ میں اس ضمن میں جناب احمد علی صاحب وزیر مواصلات موجود ہیں ان سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ lease جو انہوں نے اسلام آباد کے کسی کمپنی کو دے دی ہے یہ ان کے علم میں ہے ؟ اگر ان کے علم میں یہ ہے تو انہوں نے یہ اجازت نامہ کیوں دے دیا ہے ؟ جبکہ اس وقت روڈ کے کناروں پر جیسا کہ آپ کے مشاہدے میں بھی آتا رہتا ہے کہ وہاں ورکشاپ، آرا مشین، کریانہ سٹورز، ہوٹل اور ہسپتال وغیرہ بنائے گئے ہیں ۔ جب سے یہ لوہے کے کیبن بننے شروع

ہوئے ہیں تو ان کا کاروبار بھی متاثر ہوا ہے اور وہ اب بیچارے اپنے نان شبینہ کو محتاج ہو گئے ہیں ۔ میرا point of order اسی بات پر ہے اور اگر وزیر مواصلات صاحب کوئی وضاحت کرنا چاہیں گے تو میں ان کا شکریہ ادا کروں گا ۔

جناب چیئرمین، احمد علی صاحب! آپ کے پاس کوئی تفصیلات ہیں تو بتائیں؟

جناب احمد علی : میں جناب جواب دے دیتا ہوں ۔ جناب والا! یہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ روڈ کے دونوں جانب ایک سو دس فٹ جگہ چھوڑی جاتی ہے لیکن این ایچ اے کے رولز کے مطابق جو ایکٹ این ایچ اے کہلاتا ہے اس کے مطابق thirty three years lease پر ہم اس کو دے سکتے ہیں ۔ اس میں کئی چیزیں ہیں ۔ انہوں نے جو کچھ کہا ہے یہ سب encroachments تھیں جو remove کی گئیں ۔ اور اس کے بعد انہی لوگوں کو جن کی encroachment کو remove کیا گیا تھا ۔چونکہ ان کا first right بنتا تھا ان کا کاروبار disturb ہوا تھا' انہی کو بنا کر واپس دیا جا رہا ہے تاکہ ان کا کاروبار وہاں پر جاری رہے۔ otherwise, normally یہ CNG Station کے لئے ہوتا ہے ' یہ پٹرول پمپ کے لئے ہوتا ہے ۔ اس سے زیادہ ان کو کوئی اطلاع چاہیے تو میں ان کو مہیا کردوں گا ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین، گلشن سعید صاحبہ ' نہیں ہیں۔ ڈاکٹر خالد رانجھا' نہیں ہیں ۔ مسٹر مہیم خان ۔

جناب مہیم خان بلوچ ، جناب چیئرمین! میں اس سے پہلے بھی ایف سی کے متعلق بہت کچھ کہہ چکا ہوں۔ آج دو تین دن سے مجھ پر وہاں سے ٹیلیفون اور دیگر ذرائع سے عوام کا زبردست دباؤ ہے کہ ایف سی نے اپنا دائرہ کار روڈ سے ہٹ کر بڑھا دیا ہے ۔ نوشکی ٹاؤن کے اردگرد بہت بڑے بڑے دیہات جہاں بڑے بڑے قبائل جن میں مینگل ' بادینی ' جمال دینی اور دوسرے قبائل رہتے ہیں ۔ یقینی طور پر وہاں ایک دیہی زندگی ہے اور وہاں کوئی سہولیات نہیں ہیں حتیٰ کہ کوئی واش رومز وغیرہ بھی نہیں ہیں اور تمام ضروریات وہ اپنے گھروں کے اندر پوری نہیں کرسکتے ہیں۔جبکہ ایف سی نے تمام دیہات کو جو بارڈر سے تقریباً پندرہ ' بیس اور پچیس میل کے فاصلے پر ہیں ان تمام کو ایف سی نے گھیرے میں لے لیا ہے کہ ان گاؤں میں سمگلنگ ہو

رہی ہے ۔ ان گاؤں کے درمیان جو inter link roads ہیں ان پر بھی انہوں نے اپنی forces کھڑی کی ہوئی ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ وہاں سے گاڑیاں گزرتی ہیں ---- میں انٹی سمگلنگ کے حوالے سے ایف سی کی بارڈر پر کارروائی کی حمایت کرتا ہوں لیکن بارڈر پر جائے، جتنا اور جیسے چاہے کارروائی کرے لیکن گاؤں کے لوگوں کو ہراساں کرنا اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی عزتوں پر ہاتھ ڈالنے والی بات ہے۔

جناب والا! وہاں لوگ اتنے پریشان ہیں کہ کوئی حد ہی نہیں ہے۔ یہ سلسلہ جاری ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایف سی انٹی سمگلنگ کے لئے نہیں ہے بلکہ صرف یہ لوگوں کو پریشان کرنے کے لئے ہے ۔ میں اس ایوان کو نوٹس لینے کی درخواست کرتا ہوں ۔ چونکہ اس سلسلے میں ہماری وزیر داخلہ فیصل صالح حیات سے تین چار meetings آپ کے توسط سے ہو چکی ہیں لیکن ان سے ہمیں کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوا ہے۔ بلوچستان میں overall پینتیس ہزار نفری ایف سی کی ہے ۔ اور بلوچستان کے مختلف roads پر ان کے chain ہیں اور ہراساں کیا جاتا ہے اس کا ازالہ نہیں کیا جا رہا ۔ لہذا میں اس ایوان کے توسط سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ایف سی کے سلسلے میں ایک کمیٹی بنے اور کمیٹی تمام بلوچستان میں جائے اور لوگوں سے پوچھے کہ اس کا کیا مقصد ہے اور کر کیا رہی ہے ؟ اور اس سے حکومت اور عوام کو کتنا فائدہ ہے ؟ نیز عوام کو اس سے کتنی مشکلات اور پریشانیاں ہیں ؟ شکریہ ۔

جناب چیئرمین: جی سانگڑی صاحب۔

ڈاکٹر عزیز اللہ سانگڑی: جناب چیئرمین صاحب! شکریہ۔ آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں تقریباً ۸۰ فیصد سینیٹرز زمیندار ہوں گے۔ پاکستان کی میں شاید بدقسمتی کہوں گا بحران ہمیشہ اجناس میں آیا ہے۔ آج گندم کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہمارے IT Minister اور جناب جتوئی صاحب دونوں زمیندار ہیں۔ یہ انہوں نے اچھی بات کہی ہے کہ ہم نے ہندوستان سے گندم نہیں لی۔ ہمیں یہ نظر آ رہا ہے کہ ۱۹۹۰ء میں ہندوستان سے پاون نامی گندم برآمد کی گئی تھی۔ یہ اس گندم کا نمبر یا ذات تھا۔ اس کے اندر انہوں نے جوی شامل کر دیا تھا۔ یہاں لوکل زبان اور اردو زبان میں بھی اس کو جوی بولتے ہیں اور غالباً دوسری

زبان میں اس کو دڑک بولتے ہیں۔ وہ اس کے ساتھ شامل ہوگئی۔ اب وہ درد سر بن گئی کہ اگر گندم ۲۵ من ہے تو وہ ۳۰ من ہو جاتی ہے۔ جناب چیئرمین! ایسا تو نہیں ہے کہ اس گندم کو بھی ٹکرا رہے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ یہ بہت اچھی ہوگی۔ یقیناً جب یہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں پھپھوندی ہے تو یہ خراب ہوگی۔ مہربانی کریں کہ گندم کا کوئی اچھا بیج یا اچھی گندم منگوائیں تاکہ کھانے میں استعمال ہو اور کاشت کے کام بھی آ سکے۔

ابھی کاٹن کا بھی موسم آ رہا ہے اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ وزیر خوراک و زراعت بھی تشریف لائے ہیں۔ پہلے تو دوسرے وزراء صاحبان جواب دے رہے تھے۔ میں آپ کے توسط سے ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ شنید میں آیا ہے کہ آپ کوئی بیج باہر سے بھی منگوا رہے ہیں۔ پہلے بھی ہمیں بلوچستان level پر اس قسم کا بیج دیا گیا کہ جب اس کو کاشت کیا گیا تو وہ بالکل پیدا ہی نہیں ہوا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر اس قسم کے بیج آتے رہیں گے تو بلوچستان کے ساتھ یہ ظلم ہے۔ کاٹن اب شروع کی جا رہی ہے تو اس سے وہاں پر کاشت کار کی حوصلہ افزائی نہیں ہوگی بلکہ حوصلہ شکنی ہوگی۔ اس لئے کاٹن یا پھٹی کاشت نہیں کریں گے۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مہربانی کریں ایسا نہ ہو کہ کہیں ہندوستان سے آپ دوبارہ گندم لائیں اور ہمارے سر تھوپ دیں۔ پھر اس میں کوئی گھاس اگ آئے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے آپ نے بات کر لی ہے۔ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی: مہربانی کرکے اس کی کچھ وضاحت کر دیں۔ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: رند صاحب! سن لیں پھر اکٹھے جواب دے دیں۔ جی بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آج کا ایجنڈا نہیں ہونا ہے تو ہم چلے جائیں۔

جناب چیئرمین: یہ تو آپ کے اوپر ہے۔ میں نے تو شروع میں پوچھا تھا۔ میں نے تو بیٹھ کر سننا ہے۔ آپ point of order پر بولیں یا اس کے through بولیں۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: یہ موشن وغیرہ ہم نے محنت کرکے دیئے ہیں۔

جناب چیئرمین، بالکل صحیح ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر، ہم نے rules کی amendments دی ہوئی ہیں۔ ہم نے bills دیئے ہوئے ہیں۔ points of order کے علاوہ ایک بھی item discuss نہیں ہوا۔ یہ 70 items کا ایجنڈا ہے۔ یہ touch ہی نہیں ہوا۔ جناب والا! اگر اس طرح points of order پر چلنا ہے، یہی Orders of the Day ہونا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ ہم نہ bills دیں گے، نہ ہم resolutions دیں گے اور نہ ہم سوال دیں گے۔ آئیں گے اور یہاں پر points of order raise کرکے چلے جائیں گے۔ جو بھی معاملہ اہم ہو گا۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں۔ بھنڈر صاحب کا point بالکل valid ہے۔ میں بھی پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس طرح points of order پر نہ چلیں۔ جنہوں نے already issues صحیح طریقے پر دیئے ہیں وہ رہ جاتے ہیں اور کئی points of order definition کے حساب سے صحیح نہیں ہیں۔ ہراج صاحب، آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ پھر میں دوسرے leaders سے بھی پوچھتا ہوں۔

جناب محمد رضا حیات ہراج، جناب چیئرمین! میری submissions یہ ہیں کہ honourable senator کا جو point of order ہے اس پر decision جناب کا domain ہے۔ ان کی بات میں بڑا وزن ہے، logical ہے۔ Private Members Day پر ایک Order of the Day آتا ہے۔ point of order پر جو irregularities ہو رہی ہوں House کی day to day business میں وہ normally آتی ہیں۔ اب unfortunately ہمارے honourable members اس پر question hour session بنا دیتے ہیں یا کوئی personal explanation آجاتی ہیں۔ جناب چیئرمین! ان کی بات میں بڑا وزن ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر Orders of the Day کو follow کیا جائے تو وہ مناسب ہوگا۔ جناب چیئرمین! یقیناً یہ آپ کی discretion ہے۔ جب آپ چاہیں آپ point of order میں تھوڑی سی relaxation کرکے redressal of grievance ہو سکتا ہے لیکن یہ اب ایک habit بن گئی ہے کہ پچھلے دو تین گھنٹوں سے ہم points of order پر چل رہے ہیں۔ میری submission

تو یہ ہو گی کہ ہم Orders of the Day کی طرف آئیں۔

جناب چیئرمین: میں نے شروع میں یہ عرض کیا تھا کہ اس طرح Order of the Day رہ جائے گا۔ point of order مختصر رکھیں کیونکہ اس میں کئی چیزیں اس definition میں نہیں آتیں۔ ربانی صاحب! آپ کا اس بارے میں کیا نقطہ نظر ہے کیونکہ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ اس طرح وقت نکل جاتا ہے اور جن لوگوں نے ایک system کے تحت اپنا business دیا ہے، ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ بھنڈر صاحب کا point بالکل صحیح ہے۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! آپ کی بات بالکل درست ہے کہ اس طرح Points of Order اٹھائے جانے سے system کے تحت دیے گئے business کو by pass کیا جاتا ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ Motions کے لئے جو طریق کار Rules کے تحت دیا گیا ہے، وہ اپناتے ہیں تو وہ آپ کا سیکرٹریٹ وہیں پر kill کر دیتا ہے اور یہ سیکرٹریٹ میں ہی kill ہو جاتے ہیں۔ ابھی ابھی میری Leader of the House کے ساتھ ملاقات ہوئی ہے۔ اپوزیشن کے مختلف Bills moves ہوئے ہیں، اس سلسلے میں، میں نے آپ سے بھی بات کی تھی۔ اگر ان میں سے کچھ Bills کو حکومت oppose نہیں کر رہی ہے then we can take up those today but I have been informed thatGovernment is opposing each and every Bill. جب حکومت خود اپوزیشن کی جانب سے Motions and Bills لانے کے تمام راستے جو قانون میں دیئے گئے ہیں، بند کر رہی ہے۔ تو یہاں ہم منہ بند کر کے بیٹھنے کے لئے تو نہیں آئے ہیں۔ اس کے علاوہ جو عوام کے مسائل ہیں، pressing issues ہیں، وہ پھر Points of Order کے ذریعے ہی سامنے آئیں گے۔ اور-- stricto senso جو Points of Order کے بارے میں Rules وہ آپ سینیٹ کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں یا National Assembly کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں that has not been followed andleniency has been shown. You have been kind enough in showing leniency and I would request..

Mr. Chairman: But it shoud not be at the cost of the other Members who are following the correct procedure.

Mian Raza Rabbani: I agree with you I share the Bhinder sahib's point of view. I got my own Bills and Motions which are pending but there are also other very importent issues which have come up and there is no other way for Members to express themselves. No.1.

2 I have been understanding that the House is being prorogued today, so that is also a limitation where members would like to put things that have been piling up because we had the Presidential debate. So, I would request to show a little bit of indulgence then we can move on to the agenda.

Mr. Chairman: But there are two or three points.

ایک تو یہ ہے کہ آج جتنے points اٹھائے ہیں، ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا جسے ہم نے اپنے Chamber میں روکا ہو۔ جو points یہاں اٹھائے گئے ہیں I think they were all on different issues ۔ میں نے کہا ہے کہ آپ میرے چیمبر میں آئیں۔ I will sit with you. I am willing to re-look at it, if there is merit, we will do that.

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ گورنمنٹ oppose کرتی ہے

that is their own decision. It is between the Government and Opposition, how you handle it but Bhindar Sahib and most of the Members have pointed out that is why, I came back to the House. Fine, we can accommodate Points of Order to an extent but I think this goes too far. Therefore, either we sit with the Parliamentary leaders and draw code of conduct so that we restrict it rather than everybody is speaking because in this way many issues have been brought up. When you discuss it, the Minister is not even here or not prepared and understandably because

you are raising issue that may not have that relevance.

Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I think if you would recall that in the past we have been sitting with you prior to the commencement of the session and at least as far as the Opposition is concerned, we have been bringing it to your notice that we would be raising Points of Order and you have been kind enough to say, "yes", and we have restricted it. But I think today the flood gate, so as to speak, has been lifted after the conclusion of the Presidential debate. Members did not have opportunity, No. 1. No. 2, the session is coming to a close today. So, I think, that is whyyou have this barrage of Points of Orders, so, I think, if today you show alittle bit of leniency and we wade through it matters will be alright in the next session.

Mr. Chairman: What we will do is, since we have got a list and you start it but I think in future we must be restrictive on the Points of Orders and the Members points that are valid but the remaining Members have to be very brief and to the point, nothing extra. Wasim Sahib, any views from you on this.

Mr. Wasim Sajjad: As for the statement of my honourable colleague Mr. Anwar Bhinder, I think sir, the House should be run according to the Rules and of course, Mr. Raza Rabbani had been the Law Minister. He is conscious of this fact but the indulgence now and again, I suppose one can--- and for today, you have seen that ever since the House started. the real business has not even started yet.

Mr. Chairman: And I mentioned in the very beginning, for me, I will sit and listen, whether it is Points of Order or other speeches but you must follow the Order of the Day and we will accommodate others but what is happening today will not be the norms, let me make it very clear. Hadayat Shah Sahib.

سید ہدایت اللہ شاہ: شکریہ جناب چیئرمین! حکومت نے شاہین II کا جو تجربہ کیا ہے سب سے پہلے میں اس پر اپنی حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ملک کی سرحدوں کو محفوظ بنانے کے لیے مسلمانوں کے لیے طاقت بنانا ضروری ہے لیکن سابقہ حکومتیں بھی اس نظریے پر قائم رہیں اور وہ اس پر قائم رہے ۔ میاں نواز شریف اور ذوالفقار علی بھٹو مرحوم وہ بھی قابل تحسین ہیں لیکن جس طرح ملک کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت ضروری ہے اس طریقے سے ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی ضروری ہے ۔میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ جس طریقے سے اس وقت ہمارا اسلامی culture یا اسلامی ثقافت فروغ پا رہی ہے اور اس کو روکنے کے لیے NGOs کا' یا غیر ملکی دباؤ ہے' حکومت اس کا بھی سدباب کرے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سابقہ حکومتوں نے بھی اسلامی نظام کے لیے کچھ خاص قدم نہیں اٹھایا ۔ اگرچہ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے -----

جناب چیئرمین: شاہ صاحب point of order different nature کا ہے مہربانی کر کے definition پر رہیں ۔

سید ہدایت اللہ شاہ: میں اس پر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب ! کچھ اقدام اٹھائے تھے، ہمیں یہ افسوس ہے کہ آج تک موجودہ حکومت نے بھی اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو قومی اسمبلی میں یا سینیٹ میں پیش نہیں کیا ۔ اس طرح جمعہ کی جو چھٹی تھی وہ میاں نواز شریف نے ختم کی ، آج تک وہ بحال نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیئے ۔ آپ کے دو points ہو گئے ہیں۔ مسٹر کامران مرتضیٰ صاحب ،مختصر جی ' آدھا ' آدھا ' ایک منٹ ' اس پر جس نے بولنا ہے' وہ بولے اس سے

زیادہ نہیں ہوگا۔ مسٹر کامران please restrict آدھا ' آدھا منٹ۔ شاہ صاحب آپ نے جو کہنا تھا' کہہ دیا ۔ مہربانی کریں ' آپ کے پاس جو اور طریقے ہیں ان کے ذریعے اپنے points raise کیجئے۔ مسٹر کامران مرتضیٰ ' مختصر half a minute

جناب کامران مرتضیٰ : گندم کا جو معاملہ ہے ۔ اس پر میرا point یہ ہے کہ گورنمنٹ اس ہاؤس میں وہ agreement or tender document produce کرے گی جس کے تحت یہ گندم منگوائی گئی تھی ۔ ایک بات۔ sir دوسری بات یہ ہے کہ Cabinet سے گندم منگوانے کے لیے approval لی گئی تھی whether it was a pre-condition sir یہ دو questions گندم کے معاملے میں ہیں؛

تیسری بات یہ ہے کہ ابھی ابھی لالکرتی راولپنڈی کے علاقے میں بم کا دھماکہ ہوا' اس بارے میں وزیر داخلہ کچھ کہیں گے؛ شاہین II کی تو خوشیاں منائی جا رہی ہیں ۔ اپنے ملک اور اپنے شہروں میں جو دھماکے ہو رہے ہیں ۔ اس پر بھی کوئی غم کا اظہار کریں۔اس میں بہت سے لوگ زخمی ہو گئے ہیں ۔ جو شاہین II کی خوشیاں مناتے ہیں اور اپنے یہاں جو شاہین III اور شاہین VI چل رہے ہیں' اس کا کوئی غم نہیں کر رہا۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیئے ۔ Minister for Food & Agriculture

سردار یار محمد رند : Thank you Mr. Chairman , sir میں دو تین چیزوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ ابھی ہمارے دوست نے کہا کہ اس کی Cabinet سے approval لی گئی تھی یا نہیں ؛ اس کے لئے Cabinet میں جانے کی ضرورت نہیں ہوتی Economic Council ECC اس کے فیصلے کرتی ہے ۔ جب سندھ گورنمنٹ نے ہم سے request کی کہ ان کو تین لاکھ ٹن گندم چاہیئے اور جب ساتھ ہی پنجاب کی بھی request آئی کہ ایک لاکھ ٹن گندم انہیں بھی چاہیئے تو یہ matter ECC میں لے گئے ۔ دو دفعہ اس پر discussion ہوئی ہے اور اس کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ پانچ لاکھ ٹن wheat import کی جائے ۔ اس کے باوجود ہم نے صرف ڈیڑھ لاکھ ٹن اور ایک ڈیڑھ لاکھ ٹن کی transaction کی ۔ ECC نے فیصلہ کیا اس کے تحت انہوں نے وہ task PASSCO کو دیا کہ PASSCO وہ wheat

import کرے گی۔ دوسرا انہوں نے فرمایا' میں ان کی بات نہیں سمجھ سکا کہ tenders کے لئے
میں ایک چیز explain کر دوں کہ ہمارے ایک Serving General PASSCO کے M.D ہیں'
انہوں نے سارا process مکمل کیا اور پورے پاکستان کی Press کے سامنے انہوں نے وہ
tenders کھولے ہیں اور ان کی موجودگی میں جو سب سے lowest تھا' اس کو accept کیا گیا۔
اس سے جو lowest تھا اس میں kernel bunt کا اس نے باقاعدہ ذکر کیا تھا کہ میری گندم
کے اندر kernel bunt ہوگی ۔ وہ ہم نے accept نہیں کیا اور ہماری پالیسی ہے کہ ہم کسی
صورت میں بھی پاکستان میں kernel bunt داخل ہونے نہیں دیں گے ۔ اس سے ہمارے پورے
ملک کی گندم تباہ ہو جائے گی اور اگر خدا ہمیں export کرنے کی position میں لائے تو اگلے
پچاس سال میں بھی ہم export نہیں کر سکیں گے۔یہ دو چیزیں ہیں----- کہ انڈیا کو خوش
کرنے کے لئے یہ انڈین wheat import کی جارہی ہے۔ میں ان کو explain کر دوں کہ انشاء اللہ
تعالیٰ یہ پاکستان کی history میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ جو wheat import ہوئی ہے اور اس کو
reject کیا گیا ہے اس basis پر کہ وہ انسانی صحت کے لئے sub standard ہے۔ جس
standard کی wheat ہم منگوانا چاہتے تھے اس کے لئے open tender کئے اور پاکستان کی
کوئی فرم یہ نہیں کہہ سکتی کہ جناب اس سے lowest offer ہم نے دی ہے اور منسٹری نے
اس کو accept نہیں کیا ہے۔

Mr. Chairman: Please hear the honourable minister.

سردار یار محمد رند : اور دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک انڈیا کا تعلق ہے۔ انڈیا کے
ساتھ لوگوں نے deal کی ہے وہ ان کے پرانے تعلقات ہیں۔ ان کا لینا دینا ہے اور یہاں سے جو
کچھ بھیجا گیا اور وہاں سے منگوایا گیا وہ انشاء اللہ ہماری منسٹری میں ہوتے ہوئے as a Minister
for Food and Agriculture کہ کسی صورت میں بھی ہم substandard wheat کہیں سے
بھی accept نہیں کریں گے خواہ کہیں سے بھی آئے اور انشاء اللہ تعالیٰ جو ہم نے فیصلہ کیا
ہے' آج Cabinet نے فیصلہ کیا ہے وہ wheat ہم نے اپنے پاکستان کے سات بہترین
scientists اور سات مختلف اداروں سے منگوا کر ان کی موجودگی میں NARC کی لیبارٹری میں یہ

substandard wheat test کی گئی اور وہ terms and conditions جن پر ہم wheat import کرنا چاہتے تو وہ terms and conditions انہوں نے پوری نہیں کہیں آج ہم نے Cabinet, نے یہ فیصلہ کیا ہے اور اسے reject کیا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر اسماعیل بلیدی، بس اب کوئی discussion نہیں جی۔ بس اب ڈاکٹر اسماعیل بلیدی۔ غفور صاحب اس کے بعد آپ کی باری ہے۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: شکریہ، جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو شاہین کی بات کی جارہی ہے۔

جناب چیئرمین: مختصر رکھیے گا۔ repeat نہ کریں۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جی یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ جو شاہین کا تجربہ کامیاب ہوا ہے لیکن جو پہلے ہم نے تجربے کئے ہیں ان کو ہم اب نہیں کروا سکے ان کے لئے ہم پریشان ہیں کہ ان کی کس طرح حفاظت کی جائے۔ یہ مزید جو تجربہ کیا گیا ہے یہ قوم کے ساتھ کوئی ڈرامہ تو نہیں ہے کہ اس کو roll back کرنے کے لئے کوئی بہانہ عوام کو دکھانے کے لئے میں سمجھتا ہوں۔ اور تجربے کے لئے صرف بلوچستان کی زمین نظر آتی ہے کوئی اور بھی جگہ ڈھونڈی جائے کہ وہاں بھی تجربہ کیا جائے۔ دوسری بات یہ کہ لورالائی کا واقعہ ہوا ہے ابھی تک آٹھ دس دن ہو چکے ہیں ابھی تک جو اغوا ہو چکے ہیں بازیاب نہیں ہوسکیں ہیں جناب! یہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہاں وضاحتی بیان دیا گیا تھا کہ ان کے جرگے سے مذاکرات چل رہے ہیں تو کیا اب حکومت اتنی بے بس ہے کہ دس دن سے ان لوگوں کو پہاڑیوں میں اغوا کیا ہوا ہے تو اس کے لئے میں بھی حیران ہوں کہ آپ کچھ ruling دے دیں اور وانا کے لئے بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا ایک serious مسئلہ ہے۔ اس کے لئے بھی ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ اس کے لئے وہاں جاکر جو لوگ گرفتار ہیں ان کو رہا کیا جائے اور جو operation جاری ہے وہ روک دیا جائے۔ تاکہ یہ law and order کا مسئلہ ہے اس کے لئے خدارا! یہ قوم کے ساتھ باقاعدہ یہ جو situation ہے اور کوئٹہ کے واقعہ میں جناب! سانحہ کوئٹہ میں یہ بات بھی گشت کر رہی ہے کہ وہاں گورنر راج قائم کیا جارہا ہے اور وہاں جو فائرنگ ہوئی تھی اس میں IG Police اور-----------

جناب چیئرمین: یہ ساری باتیں ہو چکی ہیں بلیدی صاحب۔ کوئی اور جو آپ کا point ہے اس پر کریں۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب یہ سارے معاملات میں وزیر داخلہ جن کا یہ subject ہے ابھی موجود نہیں ہیں ۔ ان کو تو کم از کم حاضر کیا جائے۔ آپ کی ruling پر عمل کریں یہ منسٹر صاحب! تو یہ اہم مسئلے ہیں ابھی تک سانحہ کوئٹہ کے لئے کوئی پیش رفت نہیں ہے جناب۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان سارے معاملات کے لئے وزیر داخلہ کو یہاں ہونا چاہیئے تھا وضاحت کرنے کے لئے۔

Mr. Chairman: Mr.Latif Khosa.

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: It is indeed lamentable that three of the honourable ministers on the issue of food shortage and on the issue of PASSCO gave three different versions. The ministers take the business of this House either as nonserious business.

Mr. Chairman: I think speak on the point of order. They also gave answers on different issues.

Sardar Muhammad Latif Khosa: No no, I am talking only on wheat and food. One of the ministers said that it was a totally private transaction and that PASSCO is a private organization and that the government has nothing to do with it absolutely. Now the Minister probably is not even aware that PASSCO has been constituted through a legal instrument. It is controlled and funded by the federal government. It is absolutely under the food ministry, and Food Minister now said "Yes it was the decision of the Cabinet to be implemented through PASSCO". Now who is right. It is for the House to see the nonseriousness with

which the ministers are taking it. But sir, again the most lamentable thing is that it was the question of shortage of a basic, bare necessity for the people of Pakistan which was required. Now we are sayig and we know it is a fact that the soaring price which is going beyond the prowess of the people of Pakistan, in the nature of food commodity. Now they say that one and a half lac tone, three lac tones of food grain from Australia landed here. We did not even bother to see that the food grain which is required for the people of Pakistan and the shortage is being felt by the common man and the prices are going beyond their reach. In Sindh, the flour mills have now closed down as a protest. Even in the Punjab we see the shortage. The shortage is all over the country. The Minister has taken it so non-seriously. They say 3 lac tones of wheat, we refused. O.K. good, good enough you refused but why didn't you ensure in the first place that the food which you had ordered and according to you, the second lowest tender, but fulfilling your conditions............

Mr. Chairman : Please conclude now.

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: I am, sir. Why didn't you ensure that from the origin when it was being imported and loaded on to the ships from Australia. You should have ensured that this is not a substandard thing. Now what is being clamoured is, Pakistan is being maligned. Sir, look here, this food under the international agreement was imported by Pakistan.

جناب چیئرمین : کھوسہ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہ ہوا۔ آپ ایک specific

بات کریں ۔ this is a whole speech مہربانی کر کے آپ تشریف رکھیں ۔ پروفیسر خورشید احمد

سردار محمد لطیف خان کھوسہ : اسی پر میں آرہا ہوں۔

جناب چیئرمین : نہیں آرہے ہیں۔ اتنی دیر آپ کو وقت مل گیا۔ چلیں پھر جلدی ختم کریں آدھے منٹ میں۔

Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, I would say that the government must ensure that anything which concerns the people of Pakistan, it must be, not only transparent, but they should ensure from the source and origin from where it is imported that it is not substandard instead of rejecting it right on your shore and then maligning and stigmatising the whole machinery that other importers do not trust on to Pakistan. It would have been better if this wheat had been inspected sir, by the inspectors there. Now they are inspecting it here, they could have inspected it from the origin. They should have ensured that it is not substandard. That should have saved the people and their assets. Now we have to import again. It will take another month or two.

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے۔ پروفیسر غفور صاحب۔

جناب کامل علی آغا: اب آپ دیکھیں، ادھر سے آٹھواں، نواں بندہ بول رہا ہے۔

جناب چیئرمین: جی غفور صاحب۔

پروفیسر غفور احمد : جناب چیئرمین، میں وزیر تعلیم کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کہ اخبارات میں جو خبر آئی تھی اس کی انہوں نے تردید فرما دی۔ ظاہری بات ہے کہ جو تشویش تھی وہ دور ہوگئی۔ اس سلسلے میں ان کی توجہ ایک دوسرے بیان کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں، وہ ہاؤس میں تشریف فرما نہیں تھیں۔ میں نے آپ کی اجازت سے یہ عرض کیا تھا کہ اخبارات میں یہ خبر

شائع ہوئی ہے کہ امریکی حکومت اور آغا فاؤنڈیشن کے درمیان ایک معاہدہ ہوا ہے جس میں یہ طے پایا ہے کہ پاکستان کے 23 تعلیمی بورڈ آغا خان بورڈ کے تحت ہونگے اور آئندہ سے میٹرک اور انٹر کے امتحان بھی وہ بورڈ لیا کرے گا جو آغا خان فاؤنڈیشن قائم کرے گا اور پاکستان کے تعلیمی بورڈ کام نہیں کریں گے ۔ یہ خبر بھی تھی کہ اس پر ہماری وفاقی وزیر تعلیم نے بطور گواہ دستخط کئے ہیں۔ اس پر نوائے وقت نے ادارتی نوٹ بھی لکھا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس خبر کی حقیقت کیا ہے۔

دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ جو ہماری bed linen پر 13.1% anti-dumping duty عائد کی ہے۔ textile industry ہماری سب سے بڑی زرمبادلہ کمانے والی industry ہے' یہ اس کے اوپر ایک ضرب کاری ہے۔ ہماری exports اس سے بہت زیادہ متاثر ہونگی۔ اس ایک ڈیوٹی لگنے کے بعد ہم بھارت اور چین کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وزارت کامرس کے حکام نے' افسران نے' امریکہ' یورپی یونین کے طویل دورے کئے ہیں لیکن وہ یہ اقدام رکوانے میں ناکام رہے ہیں۔ یہ پاکستان کے لئے ایک بہت بڑا نقصان ہوگا۔ یہ ان کی ناکامی اور عدم کارکردگی ہے۔ میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ اب اس کے مداوا کرنے کے لئے حکومت پاکستان کیا کر سکتی ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب سجاد بخاری ۔

جناب کامل علی آغا: جناب! ایک تو میں گزارش کروں گا کہ یہ جو wheat کا معاملہ چل رہا ہے اور آج دوستوں نے point of order پر یہ بات کی ہے۔ اب تو جناب! نئی فصل الحمدللہ شروع ہو گئی ہے اور اب shortage یہاں پاکستان کے اندر کوئی نہیں ہے۔ بہرحال حفظ ما تقدم کے طور پر منسٹری نے جو فیصلہ کیا تھا اس کے مطابق import ہوئی لیکن یہ بات کہنا کہ جو consignment آئی ہے اس کو قبول کر لینا چاہیے' جیسی تیسی بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہو گی۔ import اور export policy کے اندر یہ بات طے ہوتی ہے کہ جو agreement ہوتا ہے' میں بھی چھوٹا سا importer ہوں' اس کے اندر طے ہوتا ہے کہ consignment کن شرائط پر آئے گی؛ وہ جو شرائط ہیں اس کے مطابق at site inspection بھی ہوتی ہے اور اگر

agreement یہ ہو کہ کسی item کی یہ یہ specification ہو گی۔ اگر اس کی خلاف ورزی کی جائے تو consignee کی consignment receive کرنے کی پابندی قطعی طور پر نہیں ہوتی۔ یہ درست کیا گیا ہے اور اگر ہمیشہ کی طرح اس دفعہ نہیں کیا گیا، ہماری منسٹری کی طرف سے تو appreciate کرنا چاہیے۔ otherwise چھوٹی سی رقم لے کر جیسا کہ سابقہ مثالیں ہیں" اس کے مطابق اگر بد نیتی کی بنیاد پر کیا جاتا تو اس کو وصول بھی کیا جا سکتا تھا اور وہ ملک کے لیے ناقابل تلافی نقصان کا باعث بھی بن سکتی تھی۔ جیسا کہ جناب! dollar accounts کا freeze تھا۔ ہم کسی کی بدنیتی show نہیں کرنا چاہتے اور نہ کسی کو allege کرنا چاہتے ہیں، نہ ہی قطعی طور پر کوئی الزام دینا چاہتے ہیں لیکن جناب! یہ ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ بات ثابت ہو جائے، اس بات کو sort out کر لیا جائے کہ dollar accounts کو seize کرنے کی پالیسی کو ایک یا دو دن قبل کیوں کسی کو بتا دیا گیا، leakage کر دی گئی۔ جس کی بنا پر بے انتہا foreign exchange باہر گیا۔ یہ record پر موجود ہے۔ ہم اپنے ڈار صاحب پر خدا نخواستہ، وہ ہمارے بھائی ہیں، قطعی طور پر الزام نہیں دھرنا چاہتے لیکن یہ اس وقت Finance Minister تھے۔ ان کی منسٹری کے اندر یہ واقعہ ہوا۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ یہ کس نے کیا؟ یہ ان کو sort out کرنا چاہیے تھا اگر انہوں نے اسے sort out نہیں کیا تو اس کی allegation ان کے اوپر آتی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آج ہم بدنیتی استعمال نہیں کر رہے تو اس کا credit ہمیں اور ہماری حکومت کو ملنا چاہیے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جناب! جب وزیراعظم نے یہ بات کہہ دی ہے کہ ہم اپنی ایٹمی پالیسی کو intact رکھیں گے بلکہ اس کو آگے لے جائیں گے اور پھر اس کا ثبوت بھی مل گیا کہ کل ہم نے شاہین II کا تجربہ کیا۔ یہ اس حکومت کا ایک credit ہے۔ یہ بات endorse ہو گئی ہے۔ جو پالیسی پرویز مشرف صاحب نے اس وقت طے کی تھی، جب ایٹمی معاملات پر غیر ملکی دباؤ حکومت پر آیا۔ جس کی وجہ سے سائنسدانوں کے خلاف کچھ معاملات جو debriefing کی صورت میں سامنے آئے اور debriefing کرنی پڑی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جنرل پرویز مشرف کا credit ہے کہ انہوں نے وہ وعدہ پورا کر دیا کہ پاکستان کی ایٹمی صلاحیتوں کو بھرپور انداز میں قائم رکھا جائے گا، ان پر کوئی آنچ نہیں آنے دی جائے گی۔ بلکہ اس کو آگے

بڑھایا جائے گا۔

(اس موقع پر معزز ایوان میں ڈیسک بجائے گئے)

جناب کامل علی آغا: انہوں نے کل شاہینII کا جو تجربہ کیا ہے اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات اب پاکستان میں ختم ہونی چاہیے۔ یہ تنقید برائے تنقید کوئی پالیسی نہیں ہے۔ قومی اہمیت کے معاملات میں ہمیں یک جان ہونا چاہیے اور اگر ہم پاکستانی ہیں' پاکستان کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں' اس کی دفاعی صلاحیت کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں اپوزیشن کو بھی------

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔

جناب کامل علی آغا: اور حزب اقتدار کو بھی اس معاملے میں یک جان ہونا چاہیے اور صرف اور صرف point scoring کے لیے الزام تراشی نہیں کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Minister for Food and Agriculture.

آپ اس کے بعد کر لیں۔ اب ذرا ان کو بات کرنے دیں۔

سردار یار محمد رند: جناب! سب سے پہلے تو میں اپنے معزز رکن کو جواب دینا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ کبھی بھی نہیں کہا کہ تین لاکھ ٹن' ہم نے تو کہا کہ تین لاکھ ٹن کے لیے ہم نے کیا تھا۔ اس کے لیے صرف ہم نے ایک tender accept کیا تھا اور وہ بھی ایک Pakistani private firm کے ساتھ۔ جناب! ہمیں port of origin کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔ جناب! port of origin میں بھی test ہوا ہے مگر ہم نے اپنی laboratories پر' ہم نے اپنے Scientists پر جو کہ پاکستانی ہیں ان پر ہم نے rely کیا ہے۔ ہم ساری زندگی دوسرے لوگوں پر rely نہیں کر سکتے اور اس کے علاوہ ہم نے یہاں جو پاکستان میں لیبارٹری بنائی ہے اس پر ایک سو ملین خرچ ہوئے' وہ دنیا کی بہترین لیبارٹریز میں شمار ہوتی ہے' جہاں پر کہ foot print پر اس کے DNA Test بھی کئے جاتے ہیں کہ یہ wheat کہاں سے نکلی ہے' کس origin کی ہے اور کہاں سے آئی ہے۔

جناب! ہم نے ایک پاکستانی firm کے ساتھ agreement کیا تھا تو اس نے ہمیں

segment پیش کیا مگر شرط یہ تھی کہ پاکستان کی جو دو laboratories ہیں ان میں test ہو گا۔ بجائے اس کے کہ appreciate کرتے اور صرف ایک کردار ادا کرنے کے لئے اور اچھی English بولنے کے لئے اپنے remarks note کروائے ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کو چاہیئے تھا کہ وہ اٹھ کر یہ کہتے کہ جی well done آپ نے اچھا کام کیا۔

(مداخلت)

سردار یار محمد رند: آپ ایک بار سن کر میری بات کا جواب دیں۔

جناب چیئرمین: بیگ صاحب ان کو بات تو کرنے دیں، تشریف رکھیئے۔ ان کو بولنے دیں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please hear the honourable Minister.

سردار یار محمد رند: جناب! کوئی فیس نہیں دی گئی ہے، اس tender میں ایک penny بھی پاکستان کی خرچ نہیں کی گئی، سارا کچھ اس private firm نے کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہمارا agreement تھا کہ وہ پاکستان میں آئے گی اور اگر وہ ہمارے standard کے مطابق ہو گی تو ہم accept کریں گے۔ اس میں پاکستان کا ایک روپیہ بھی invest نہیں ہوا ہے، ہم نے کچھ خرچ نہیں کیا ہے اور جو کچھ کرنا تھا اس کی responsibility تھی۔ ہم نے ان سے Ex-Karachi Port پر wheat لینی تھی اور اس کے test ہونے تھے۔ یہ پہلی دفعہ پاکستان میں ہوا ہے۔

جناب! جس جس قسم کی یہاں wheat supply کی گئی، لوگوں کو کھلایا گیا۔ پہلی دفعہ پاکستان کی history میں ایک consignment ہوئی جو کہ تقریباً 36 ملین ڈالر کی ہے۔ اس میں کیا کچھ involve نہیں ہوا ہو گا مگر اس کے باوجود ہم نے اور ہماری Ministry اور PASSCO کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے پہلی دفعہ اس چیز کو challenge کیا اور prove کیا۔ جب ہم پر اعتراضات ہونے لگے تو پھر اس کا دوبارہ test کروایا گیا۔ اس کے علاوہ ایک ملین ڈالر اس کی bank guarantee ہے۔ ہم نے government of Pakistan کی ایک single

penny بھی ضائع نہیں کی ہے۔ شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: Mr. Ishaq Dar. Please be brief.

Mr. Muhammad Ishaq Dar: Of course, it will be brief sir.

جناب آج لگتا ہے کہ یہ جو Karnal Burnt virus ہے شاید یہ Treasury Benches میں پھیلی ہوئی ہے It is a second time جناب میں گزارش کروں گا کہ

you know and many other people know in this House that I was not Finance Minister, when the accounts were frozen. In May, 1998 I was Commerce Minister of Pakistan. I took over on 6th of November, 1998.

خدا کے لئے اتنی غلط بیانی نہ کریں

and the honourable Senator Kamil was at that time MNA. He is supposed to know, at least as a Parliamentarian, who was Finance Minister at that time. So, I just want to put the record right that I was not the Finance Minister of Pakistan.

جناب کامل علی آغا: جناب! میں نے ان کا نام نہیں لیا تھا۔

جناب چیئرمین: آغا صاحب! آپ نے ایک point کا جواب دے دیا۔

جناب محمد اسحاق ڈار: جناب کامل علی آغا صاحب! آپ record check کر لیں۔

جناب چیئرمین: انہوں نے matter of record بولا ہے، آپ کو کوئی ایسی بات نہیں کہی ہے۔

جناب کامل علی آغا: میں صرف یہ بات کر رہا ہوں کہ اگر ان سے کوئی leakage ہو گئی تھی تو آئندہ اگر یہ کبھی خدانخواستہ اقتدار میں آ جائیں تو اس قسم کے حربے استعمال نہ کریں۔

جناب چیئرمین: آغا صاحب! تشریف رکھیئے، دونوں members مہربانی کر کے بیٹھیں۔ پروفیسر خورشید صاحب کو سنیے۔

(مداخلت)

جناب کامل علی آغا: مجھے علم ہے کہ میں کیا تھا اور کیا ہوں۔ میں بھولنے والا نہیں ہوں، میں ایک غریب باپ کا بیٹا ہوں۔ ڈار صاحب کو بھی معلوم ہے کہ میں یہ نہیں بتانا چاہتا کہ کہاں سے پیسے آئے اور اگر یہ بات نکلے گی تو جناب ہو سکتا ہے کہ یہ ثابت ہو جائے ۔ میں floor of the House پر کہتا ہوں کہ اس dollar seizure میں کتنی رقم کس کی جیب میں گئی۔ جناب پھر معاملات بہت آگے چلے جائیں گے اس لئے میں انہیں کہتا ہوں کہ ڈار صاحب چھوٹی موٹی بات کو برداشت کر جایا کریں۔ یہ کامرس منسٹر تھے، جناب یہ کامرس منسٹر نہیں تھے، یہ پرائم منسٹر تھے، یہ Acting Prime Minister تھے۔ جناب Prime Minister کے بعد ان کی حیثیت تھی۔ ہاں میں ایم این اے تھا لیکن اس وقت کسی ایم این اے کی، کسی سینیٹر کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔

جناب چیئرمین: آغا صاحب تشریف رکھیئے آپ۔ پروفیسر خورشید احمد ۔

پروفیسر خورشید احمد: ذرا House کو in order تو کر لیں۔

جناب چیئرمین: آپ بولیں گے تو خود ہی in order ہو جائے گا۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو اس بات پر اپنے افسوس کا اظہار کرتا ہوں کہ اس ایوان میں جو ہم سب کی عزت ہے، ہمیں متانت، سنجیدگی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اختلاف اپنی جگہ ہے اور وہ ہمارا حق ہے، ہمارے بھائیوں کا بھی حق ہے اور بہنوں کا بھی حق ہے لیکن خدا کے لئے جو بھی زبان ہم استعمال کریں اور اس طرح ایک دوسرے کو مخاطب کریں کہ اس میں جو آداب ہیں، ان کا ہم سب کو لحاظ رکھنا چاہیے۔

قبل اس کے کہ میں commenced business پر اپنے خیالات کا اظہار کروں، ایک بہت ہی تکلیف دہ خبر ہمیں پہنچی ہے اور وہ یہ کہ تحریک کشمیر کے نہایت سرکردہ لیڈر جن کی بیش بہا قربانیاں تین سالوں پر پھیلی ہوئی ہیں، ڈاکٹر محمد ایوب کھوکھر، لندن کے ہسپتال میں ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ یہ وہ نوجوان ہے جس نے طالب علمی کے زمانے سے تحریک آزادی کے

لئے اپنی زندگی کو وقف کیا' Nuclear Scientist تھے ' Universities میں پروفیسر رہے ہیں لیکن اس کو چھوڑ کے پچھلے اٹھارہ سال سے دن رات پوری دنیا میں کشمیر کے cause کو پھیلا رہا تھا اور ابھی early fifties کی عمر میں تھے۔ ابھی اطلاع آئی ہے کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ ہم سب ان کے غم میں شریک ہوں اور خصوصاً تحریک آزادی کشمیر کو یہ پیغام دیں کہ ٹھیک ہے کہ ایک بہت بڑا ان کا سپاہی رخصت ہو گیا ہے لیکن پاکستانی قوم کشمیر کی جدوجہد میں ان کے ساتھ ہے اور انشاء اللہ وہ کامیاب ہوں گے۔ ان کے لئے ہم دعائے مغفرت کرلیں۔

جناب چیئرمین، دعا کرلیں۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

Mr. Chairman: Mr. Baloch, please be brief

جناب ثناء اللہ بلوچ، جناب ہماری باری میں ہی----

جناب چیئرمین، اس لئے کہ میرا خیال ہے کہ جتنا کہنا تھا وہ کافی کہہ چکے ہیں اس لئے اس کو repeat نہ کریں اور مختصر رکھیں ۔ ابھی ہم سب نے سنا upto the point. There are other options how you can raise it.

جناب ثناء اللہ بلوچ ، ہم نے ہمیشہ Constitution اور اپنے Rules of Procedure کے دائرے میں رہتے ہوئے ہی بات کی ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین! حاکموں کی باتیں ہیں، آقاؤں کی باتیں ہیں۔ کسی نے شاہین کی بات کی، کسی نے کامل کی بات کی، کسی نے کوئی اور موضوع بحث چھیڑا۔ میں اس ملک کے ان غریب، محکوم انسانوں کی بات کرنا چاہتا ہوں جو اس زمین کے ساتھ وابستہ ہیں، جو یہاں کے پانی کے ساتھ وابستہ ہیں، یہاں کے موسم کے ساتھ وابستہ ہیں اور جو ہزاروں سالوں سے وابستہ رہے ہیں اور وابستہ رہیں گے۔

جناب والا! سندھ اور بلوچستان اس وفاق کی سب سے بڑی دو وحدتیں ہیں، ایک جغرافیے کے اعتبار سے اور ایک وسائل کے اعتبار سے۔ آج افسوس کی بات ہے سندھ کے ان غیور شہریوں کے لئے کیونکہ کالا باغ ڈیم کے خلاف اور greater Thal Canal کے خلاف ان کی

صوبائی اسمبلی نے سات قراردادیں مسلسل پاس کی ہیں لیکن وفاقی حکومت اپنی جنرل شاہی کی زمینوں کو آباد کرنے کے لئے Greater Thal Canal بنا رہی ہے۔ ان غریب سندھیوں کو اس ملک کا وزیر اعظم یہ کہہ کر مخاطب کرتا ہے کہ وہ dieting پہ ہیں اور وہ کوئی مذاق کر رہے ہیں، وہ کوئی کھیل کھیل رہے ہیں یا کوئی ریہرسل کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین ! یہ جو سینیٹ ہے ' It is a mortar part of federation اور Constitution کا جو mortar part ہے جسے Preamble of Constitution کہتے ہیں 1973 کا' اس کے میں صرف دو لفظ پڑھ کر آپ کو سنانا چاہتا ہوں کہ

جناب چیئرمین: یہ ذہن میں رکھ لیں کہ یہ Point of Order ہے جس پر آپ بول رہے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب میں Point of Order پر بول رہا ہوں۔ اس کے اندر sir_____

جناب چیئرمین: اس کے اندر یہ definition نہیں آتی ۔ جو point ہے اس پر آپ بولیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب Preamble کے اندر ' Constitution کے اندر واضح طور پر یہ درج ہے کہ اس وفاق کے اندر تمام علاقوں پر مشتمل جو وفاق پاکستان ہے اس کے لوگوں کے معاشی، معاشرتی، سیاسی، اخلاقی، تعلیمی تمام امور کی حفاظت اور ان کو ساتھ لے کر چلنا یہ مملکت کی ذمہ داری ہے، یہ وفاق کی ذمہ داری ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ کیا سندھ کے باشندے اس وفاق کا حصہ نہیں ہیں؟ کیا بلوچستان کے باشندے اس وفاق کا حصہ نہیں؟ سوئی کے علاقے کے لئے بلوچستان اسمبلی نے 23rd September 2003 کو ایک متفقہ قرارداد پاس کی ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کو---، معاشی اور معاشرتی طور پر تباہ حال بلوچستان کے باشندوں کو جو قحط سالی سے 2001 میں، جناب والا! اکیسویں صدی میں تین ہزار غریب محکوم بلوچ بھوک اور افلاس سے مرے۔ ان کو چھاؤنیوں کی ضرورت نہیں ۔ cantonments کی ضرورت نہیں۔ ان کو سکولوں کی، تعلیمی اداروں کی ۔ ہسپتالوں کی اور معاشی طور پر بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا point کیا ہے؟

جناب ثناء اللہ بلوچ: میرا point یہ ہے کہ سوئی کے علاقے کے لئے بلوچستان اسمبلی کی متفقہ قرارداد کے باوجود سوئی کے علاقے میں لوگوں کو بے دخل کرکے وہاں پر بزور طاقت، لوگوں کی خواہش کے بغیر، فوجی کنٹونمنٹ تعمیر کی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین: یہ point of order نہیں ہے، آپ کے پاس اور طریقے ہیں ان کے ذریعے یہ issue raise کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! Greater Thal Canal اور کالا باغ۔۔

جناب چیئرمین: یہ کوئی urgent implying issue نہیں ہے۔ آپ نے اس پر comment دے دیا۔ آپ کے پاس اس کے لئے اور طریقے ہیں، ان سے آپ یہ move کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! آپ صبح سے لطیفے بازی سن رہے تھے۔

جناب چیئرمین: میں بالکل سن رہا ہوں۔ Somewhere a line has to be drawn. اگر آپ نے کوئی point raise کرنا ہے تو دوسرے طریقے جو آپ کے پاس ہیں، ان سے raise کریں۔ آپ کا point سن لیا ہے۔ آپ جو لمبی تقریر کر رہے ہیں اس کے لئے آپ کے پاس دوسرے طریقے ہیں۔ باقی سب جنہوں نے اصول کو follow کیا ہے وہ پھر deprive ہوتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب! میں بلوچستان کی بات کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: کون آپ کو روک رہا ہے لیکن آپ طریقے سے کریں۔ تشریف رکھیے۔

(interruption)

Mr. Chairman: Amjad Abbas.

POINT OF ORDER RE: THE PRICES OF STEEL

Mr. Amjad Abbas: Thank you Mr. Chairman. Through you

sir, I would like to draw the attention of Finance Minister. In his budget speech he has laid stress on the construction business. Sir, in the last year the steel prices have soared up 300 times. Steel was being sold at 19 thousand rupees per ton, it has gone up to 55 thousand rupees per ton. I would like to know what steps Government is taking to control the prices of the steel so that construction business should not suffer. Thank you.

Mr. Chairman: I think, this should be moved as a question. Because I don't know as to whether he has every detail with him. It is not a point of order.

وزیر خزانہ صاحب اگر آپ کچھ کہنا چاہیں تو کہہ دیں۔

Mr. Shaukat Aziz: With your permission sir, I can respond to the extent I have the facts available. The honourable Senator is right that the price of steel has gone up. This is due to a global phenomenon. Prices have globally shot up because according to press reports China is buying a lot of steel as raw material and there is an average of about 60 per cent increase in the last few months in the price of steel and its ingredients. In addition, due to excessive buying by China the freight cost has also gone up. The Minister for Industries who was here just recently held a meeting yesterday with all the stakeholders. This not only affects the Construction Industry but the steel also and those have an input to many industries like a fabrication business, the electric fan business, the auto business and bicycles and small and medium

enterprises so we have got all the stakeholders together. We have allowed import of pre-rollable scrap which will ease the supply position but the global position looks pretty tight in terms of supply. We are also reviewing the tarrif to the extent we can rationalize the tarrif down, it will give some relief to the steel industry, on construction specifically. The Steel Mill is also considering importing of billets. They are running at full capacity 97% roughly. So, the supply situation may be slightly better. We will watch the situation daily and the Minister of Industries is on the top of it. We hope that with some tarrif measures, we cannot influence world price that is given by International market but to the extent our own situation can be improved, we will take every step and when we get some more concrete actions going, we will be delighted to share it with the House.

Mr. Chairman: The Minister informed, he will be in touch with the industry representatives. Prof. Ghafoor has also raised this point, he is in touch with the industry representatives and they are working on it.

پروفیسر غفور احمد: جناب چیئرمین! پاکستان سٹیل نے اس crisis کو بڑھایا ہے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب اگر اس پر debate کرنی ہو تب یہ بات ہے ابھی تو آپ نے جو point دیا' اس پر انہوں نے جواب دے دیا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اس پر پھر اور کوئی طریقہ اختیار کرنا ہو گا۔

پروفیسر غفور احمد: جناب والا! میں نے جو question کیا تھا وہ اہم تھا۔ وزیر تعلیم یہاں موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: اس کو آپ ختم کریں تو اس کے لئے education policy پر

debate شروع کریں۔ اس پر پوری education policy discuss ہوئی ہے۔

پروفیسر غفور احمد: جناب! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا امریکی حکومت سے کوئی Foundation کا agreement ہوا جس پر انہوں نے بطور گواہ sign کئے ہیں۔ یہ سوال کوئی مشکل نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں۔

Mrs. Zobaida Jalal: Sir, with due respect to the honourable Senator, Professor Sahib and I am glad that he has brought this up because this is another issue where somehow the newspapers are misreporting.

اس میں یہ ہے کہ پچھلی گورنمنٹ میں ایک Cabinet decision ہوا تھا there was an approval for the private sector examinations board, Agha Khan Examination Board کے لئے، اسی طرح عسکری بورڈ کو بھی، آرمی کے schools ہیں ان کو بھی ایک approval/ permission ملی ہے کہ they can set up their own examination board. Now as to the issue that all other government boards would come under the administrative power of the Agha Khan Examination Board ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ That is all.

It is on the internet, on the website and I can give you the agreements also. If you want a copy, I can bring it sir with your permission to the Senate but it is an agreement between the Agha Khan Examination Board and the funding is through the USAID, that is it.

Mr. Chairman : Mrs. Nighat Mirza.

مسز نگہت مرزا: محترم جناب چیئرمین صاحب! شناختی کارڈ بننے کے بعد اس کا حصول عوام کے لئے اور مشکل ہو گیا۔ مجھے اور شہروں کے بارے میں علم نہیں ہے لیکن کراچی کے

عوامی مرکز میں روزانہ سینکڑوں لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے جو office staff کے ناروا سلوک کا نشانہ بنتے ہیں، دھکم پیل ہوتی ہے اور بوڑھوں اور عورتوں کو دیکھے بغیر۔ مہربانی فرما کر جس طرح NADRA نے پہلے کیا تھا کہ ڈاک کے ذریعے گھروں پر شناختی کارڈ بھیجے جا رہے تھے تو میرے خیال میں اگر وہی طریقہ اپنایا جائے تو لوگوں کے لئے سہولت کا باعث ہو گا۔

جناب چیئرمین : شکریہ - I think we will now proceed with the business of the House.

چلیں رضا صاحب آپ آدھے منٹ میں ختم کریں۔

جناب رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ مجھے درمیان میں روکیں گے لیکن میں point of order پر ایک بہت بڑا اہم مسئلہ آپ کے سامنے لا رہا ہوں کہ جن کی آوازوں سے ہمارے حکمرانوں کے کان نا آشنا ہیں، وہ غریب ہوتے ہیں، ہمارے کاشتکار ہوتے ہیں، کسان ہوتے ہیں، مزدور ہوتے ہیں۔ جناب والا! مردان کے علاقہ سدھم میں وہاں کے بڑے بڑے علاقے ہیں چارغلئی، جم، کھنڈر کپ، پلئی ہے، جانئے بانڈہ ہے، وہاں پر ہزاروں کی تعداد میں کسانوں کی بے دخلیاں شروع ہیں اور اس پر حکومتی force استعمال ہو رہی ہے اور ایک خاص بات اس میں یہ ہے کہ جنوبی وزیرستان کا جو Political Agent ہے اعظم خان، وہ خانوں کا خان ہے اس کو ان خدمات کا یہ صلہ دیا جا رہا ہے کہ ان کے علاقے میں اب حکومتی force سے کاشتکاروں کو بے دخل کیا جا رہا ہے۔ ایسی صورتحال میں، جنرل شاہی میں، bureaucracy کی حکومت میں، ان کی حکمرانی یہ ہے کہ وہ کسان جو سالوں سے، نصف صدی سے وہاں کاشتکاری کر رہے ہیں، زرعی اصلاحات میں ان کو زمینیں ملی ہیں، وہاں پر وہ باقاعدہ محنت مزدوری کرتے ہیں، وہ اٹھارہ گھنٹے محنت کرتے ہیں۔ اس پورے علاقے میں بے دخلیوں کا یہ ایک سلسلہ شروع ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کو فوری طور پر بند کیا جائے۔ اگر آپ نے نوازنا ہے اس Political Agent کو وانا کی خدمات پر تو اس کو کوئی اور صلہ دے دیں۔ وہ سنڈے من کا جو role ادا کر رہا ہے وہاں پر اس کا صلہ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اپنی حکومتی force کو مردان کے علاقے سدھم میں غریب لوگوں کو زمینوں سے بے دخل کرنے کے لیے استعمال کریں۔

جناب والا! یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے اور یہ ہمیشہ ہوا ہے۔ یہ بدقسمتی ہے، پشتو میں ایک کہاوت ہے کہ "خان کے اور ملاّ کے دروازے آمنے سامنے ہیں" اب وہاں پر حکومت ملاؤں کی ہے اور ادھر مرکز میں خانوں کی حکومت ہے تو یہ ایک دوسرے کو support کر کے غریب لوگوں کو تمام علاقے سے بے دخل کر رہے ہیں۔ یہ ایک بڑا ظلم ہے اور اس ظلم کا فوری خاتمہ کیا جائے اور اس سلسلے میں اقدامات اٹھائے جائیں۔ یہ جو اصلاحات ہیں، جن کا آپ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ ہم نے اصلاحات کی ہیں، زرعی اصلاحات کی ہیں۔ ہمارے بانی پاکستان نے اس ملک کو جاگیرداروں کے لیے نہیں بنایا تھا۔ اقبال نے جاگیرداروں اور زمینداروں کا خواب نہیں دیکھا تھا۔ اس نے تو بندہ مزدور کا خواب دیکھا تھا، کسان کا خواب دیکھا تھا کہ اس ملک کے مالک اب وہ بنیں گے۔ ایسی صورتحال میں جب ہمارے جرنیلوں کی حکومت، ہمارے خانوں کی حکومت، غریب لوگوں کو بے دخل کرے گی تو جناب یہ بڑا تلخ تجربہ ہے۔ اس علاقے میں سینکڑوں لوگ مرے ہیں۔ ہمارے ساتھیوں کو ان کا پتا ہے۔ شیرپاؤ صاحب کو اس کا خوب علم ہے کہ کسان تحریک جو وہاں پر چلی ہے وہ عوام کی ایک popular تحریک ہے اور اس تحریک کے نتیجے میں یہ جو جاگیردار ہیں، feudal ہیں، ان کا جو ظالمانہ راج ہے وہ ختم ہوا تھا۔ اب جرنیلوں کے ذریعے ایک بار پھر مسلط کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! اس سلسلے میں آپ مہربانی فرمائیں۔ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ اس سلسلے میں متعلقہ وزیر ہمیں یقین دہانی کرائے کہ حکومتی force کو Political Agent کے ایماء پر غریب کسانوں کے خلاف سدھم کے علاقے میں استعمال نہیں کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے۔ دیکھیے ابھی اس میں وضاحت کریں گے تو پھر یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہو گا۔ آپ کا کوئی ذاتی reference انہوں نے نہیں دیا۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی: جناب! record clear کرنے کے لیے بڑا ضروری ہے۔

مولانا راحت حسین: جناب point of order۔

جناب چیئرمین: حمید اللہ صاحب آپ بیٹھیں۔ میں آپ کی طرف ان کے بعد آتا

ہوں۔

مولانا راحت حسین: جناب چیئرمین! میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو میری سارے ایوان سے یہ درخواست ہے کہ وہ اپنا لب و لہجہ کم از کم ایوان کے تقدس کی خاطر صحیح رکھیں اور یہ سارے ہمارے ممبران' جتنے بھی ہیں' وہ سارے معزز ترین ہیں۔ ایک طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ نے اس طرح کیا' دوسری طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ نے اس طرح کیا۔ مولانا ہزاروی صاحب سے کسی نے پوچھا کہ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ آپ نے اس طرح کیا' اس نے اس طرح کیا' تو یہ کیا کہہ رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ دونوں سچ بول رہے ہیں۔ کم از کم لب و لہجہ اچھا ہونا چاہیے۔

دوسری بات! سینیئر صاحب نے جو بات کی' میں اس بات پر یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ پارٹیوں پر بھی خانوں کا قبضہ ہے۔ صرف زمینوں پر نہیں بلکہ پارٹیوں پر بھی خانوں کا قبضہ ہے اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو علماء کے نام لیتے ہیں تو کم از کم یہ نہ کہیں "ملاؤں کی حکومت" اور میں یہ بات وضاحت اور بیانگ دہل کہنا چاہتا ہوں کہ ہم زبان رکھتے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کی جو نظریاتی حدود ہیں یا اس ملک کی جغرافیائی حدود ہیں واللہ باللہ ہم ان کے امین ہیں اور ہم سے زیادہ کسی نے قربانیاں نہیں دیں اور آئندہ' اللہ رب العالمین پاکستان کا تحفظ کرے' اگر کوئی مصیبت کی گھڑی آئی تو انشاء اللہ ہم ہراول دستے کا کردار ادا کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ وہاں صوبہ سرحد میں جو بھی مسئلہ انہوں نے اٹھایا اس میں Supreme Court کے order کے بعد یہ ہوا ہے۔ فی الحال یہ اپنے ذہن سے نکال دیں ۔ سپریم کورٹ کے حکم کے بعد وہاں جو مسئلہ اٹھایا ہے یہ کم ازکم پہلے اپنے آپ کو مطمئن کرلیں۔ یہ نہ ہو کہ صرف ایم ایم اے کی حکومت کے خلاف اپنی بھڑاس نکالیں ۔ہم یہ چاہتے ہیں کہ کسی حکومت کے خلاف کوئی بھی بات نہ ہو۔

جناب چیئرمین: خان صاحب آپ کی بات ہوگئی ہے تشریف رکھیں ۔

سید محمد حسین: ایک منٹ جناب چیئرمین! مرکزی حکومت کے بارے میں جو ہمارے تحفظات ہیں 'ان کی پالیسیوں پر بھی ہمیں تنقید کا حق ہے ۔ اور ہم تنقید برائے اصلاح کر رہے ہیں ' تنقید برائے تنقید نہیں کرتے ۔ہماری ایم ایم اے کی حکومت پر جو بھی تنقید کرتا ہے ہم

اس کو بطور تعمیر دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں ۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ خوامخواہ کوئی علماء کے خلاف زبان درازی کرے یا لب کشائی کرے ۔ ورنہ اس ایوان کے اندر ہم بھی وہی زبان استعمال کر سکتے ہیں اور کریں گے جس طرح وہ علماء کے خلاف استعمال کرتے ہیں ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : کھوسہ صاحب no cross talk please. مولانا صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے ۔ ہم سب میرے خیال میں agree کرتے ہیں کہ ایک دائرہ اخلاق میں رہ کر ہمیں بات کرنی چاہیے ۔ جی حمید اللہ آفریدی۔

جناب حمید اللہ جان آفریدی : Thank you Mr. Chairman. میں in fact ریکارڈ کو درست کرنے کے لئے اپنے honourable Member کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اعظم خان بیوروکریسی کا کوئی اتنا بڑا دیو نہیں ہے ۔ وہ ایک پولیٹیکل ایجنٹ ہے وہ بھی Tribal Area میں ہے ۔ حالانکہ یہ area جو بتایا جا رہا ہے مردان کے ساتھ related ہے 'جیسا کہ میرے colleague نے بتایا ہے سپریم کورٹ کے orders کو obey کیا گیا ہے اس میں ایسی کوئی خوفناک شکل نہیں ہے جو بتائی گئی ہے اور وہ سپریم کورٹ کے ہی orders تھے ان کو obey کرتے ہوئے جیلیں acquire کی گئی ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : آپ نے جو کہا ہے وہ حکومت کو convey کردیں گے 'ان کا ذاتی نظریہ تھا ۔ وسیم سجاد صاحب concerned Minister کو convey کردیں گے ۔ رضا صاحب بیٹھیں ۔ طاہرہ لطیف صاحبہ ۔ رضا صاحب تشریف رکھیں ' آپ نے بات کر لی ہے ۔ طاہرہ لطیف صاحبہ ۔

مسز طاہرہ لطیف : شکریہ جناب چیئرمین ! راولپنڈی ' سیٹلائٹ ٹاؤن ' بی ۔ بلاک میں تحصیل میونسپل کارپوریشن میں سارے شہر کی گاڑیوں کا اڈا بنا ہوا ہے ۔ وہاں اس قدر environmental pollution ہے ۔ اس کے ایک طرف گورنمنٹ کالج ہے اور دوسری طرف گورنمنٹ ہائی سکول ہے ۔ اس کے اردگرد لوگ رہائش پذیر ہیں جو اس کی وجہ سے بہت تنگ ہیں ۔

بیماریاں پھیل رہی ہیں ۔ میری Minister for Environment سے درخواست ہے کہ اس کا سدباب کریں کیونکہ لوگ بہت پریشان ہیں ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ - جی رضا ربانی۔خواجہ صاحب ابھی جو پرانے نام تھے انہی کو میں cover کر رہا ہوں ۔ If I start taking new names then there would be no end to it, let Mr. Rabbani speak.

ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: میرا نام سب سے پہلے تھا۔

جناب چیئرمین: میرے پاس کوئی آپ کا ایسانہیں ہے ۔ رضا ربانی صاحب آپ کی پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں وہ بول رہے ہیں I think you can convey it through him and then we will let Mr. Wasim Sajjad wind up and go according to the Orders of the Day.

Dr. Muhammad Akbar Khawaja: Only one minute sir, you give half minute to Raza Sahib, I need one minute.

Mr. Chairman: There will be no end to it. If the members are not going to realise obligation it is not my responsiblity only. We have to have certain discipline.

ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: میں آپ کی توجہ ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ جناب چیئرمین ! یہ جو ہماری public state enterprises ہیں جن کو National Budget میں اس سال بیس ارب سے زیادہ 64 billions کی subsidies دی گئیں اور ان کی performance اتنی low ہے کہ Minister for Finance بھی اور Minister for Water and Power یہاں نہیں بیٹھے ہوئے ۔

جناب چیئرمین: یہی بات ہے اگر آپ اس کو صحیح طریقے سے raise کریں گے تو وہ موجود ہوں گے جواب دینے کے لئے ۔اس طرح سب کا وقت ضائع ہوتا ہے ۔

ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: جناب چیئرمین! آپ صحیح فرما رہے ہیں لیکن وہ kill ہو جاتا

ہے۔

جناب چیئرمین: بالکل نہیں ہوگا ۔ آپ میرے پاس آئیں اور مجھے بتائیں ایسا کون سا ہے جو kill ہوا ہے ۔

ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: جناب چیئرمین! دوسرا سوال یہ ہے کہ اس حکومت نے پچھلے چار سالوں میں کافی bad debts کو write off کیا جس میں بہت بڑے بڑے Industrialists ہیں۔ kindly ان کی list تو provide کردیں کہ کون لوگ ہیں جن کے debts معاف کر دیئے گئے ہیں ۔

جناب چیئرمین، آپ سوال دیں.I think it will be adressed

ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ: کبھی سوال کا جواب نہیں آئے گا ۔ جناب چیئرمین! میرا تیسرا سوال unemployment سے concerned ہے ۔خدا را! اس پر تھوڑی سی توجہ دیں ۔ اس ملک کے جو reserve بڑھے ہیں وہ ہماری labour force, remittance سے بڑھے ہیں اور وہی بیچارے جب آتے ہیں تو ہمارے کسٹم والے، CBR والے، ان کو کھا جاتے ہیں ۔ اگر اس ملک میں employment opportunities create نہیں ہوسکتیں، کوئی ایسی پالیسی اختیار کی جائے جس میں نئے jobs create کئے جائیں ۔ ہمارے گریجویٹ مارے مارے پھر رہے ہیں ۔مہربانی کرکے ان پر توجہ دیں۔ بہت بہت شکریہ آپ کا۔

Mr . Chairman: Mr . Raza , would you like to say something , anything left very brief sir

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے لیڈر آف دی ہاؤس کی توجہ ایک منٹ کے لیے اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ سارک کانفرنس جب ختم ہوئی تو اس وقت غالباً وزیر اعظم نے یہ اعلان کیا تھا کہ ایک مہینے کی تنخواہ سی ڈی اے اور پولیس کے اہلکاروں کو دی جائے گی، وہ ابھی تک شاید انہیں نہیں ملی۔ اگر اس پر وہ تھوڑی سی نظرثانی کرسکیں۔

جناب چیئرمین: وسیم صاحب! اس کو convey کردیں۔

Mr . Wasim Sajjad: We will convey to the honourable Minister

concerned and ask him to look into the matter.

پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! اس میں پی ٹی وی کے ملازمین کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: وسیم صاحب سن رہے ہیں، وہ بھی convey کر دیں گے۔

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! اب میں آپ کے توسط سے ایک بار پھر -----

جناب وسیم سجاد: جناب پی ٹی وی والے بیچارے تو خصوصی طور پر بڑی خدمت کرتے ہیں اور انہی کی وجہ سے اتنے points of order ہو رہے ہیں۔ میرا خیال ہے پی ٹی وی نہ ہو تو points of order کافی کم ہو جائیں گے۔

میاں رضا ربانی: جناب! وہ اپنی بات کر رہے ہیں کیونکہ پی ٹی وی وسیم صاحب پر آ کر رک جاتا ہے۔

Mr. Chairman: I think, point of order please, let us go on with the business.

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے Leader of the House کی توجہ ایک بار پھر اس جانب چاہتا ہوں۔ جب Foreign Minister باہر جا رہے تھے، میں نے ان سے عرض کیا تھا کہ ان کو روک لیں کیونکہ میرا point of order ان سے related ہے لیکن شاید ان کو کسی ضروری دعوت پر جانا تھا تو وہ تشریف لے گئے ہیں۔

بہرحال چیئرمین صاحب! میں Leader of the House سے expect کرتا ہوں کہ وہ اس کا جواب دیں گے۔ آج اخبارات میں جناب کولن پاول صاحب، Secretary of State, America کے مختلف TV and Radio interviews شائع ہوئے ہیں۔ ان interviews میں انہوں نے پاکستان کے اندر proliferation issue پر بات کی ہے۔ ان interviews میں انہوں نے ڈاکٹر قدیر خان کے متعلق جو پہلے ۵ فروری کو pardon تھی، ۶ فروری کو ان کی telephone call کے بعد Foreign Office نے ۷ فروری کو conditional pardon بنا دیا۔ پھر ۹ فروری کو Foreign Office نے اس conditional pardon کو کہا کہ یہ اس وقت کے

واقعات تک سے related ہے تو وہ ایک سفر طے کرتی چلی آ رہی ہے اور آج کولن پاول صاحب کا جو بیان چھپا ہے' اس نے ایک نیا سفر طے کیا ہے۔ لہذا پہلی وضاحت تو میں حکومت پاکستان سے چاہوں گا کہ وہ کولن پاول صاحب کے اس بیان کی وضاحت کریں اور بتائیں کہ اس پر حکومت پاکستان کی کیا پوزیشن ہے ؟ کیونکہ pardon کے بارے میں Collin Powell has said that ....

جناب چیئرمین : I think مختصر رہیں' جواب سن لیں۔ پھر we will go on, اخبار میں سب نے پڑھا ہی ہو گا۔

میاں رضا ربانی : نہیں' نہیں ۔ جناب ! just two lines. He has decided that he had to offer to Dr. Khan a conditional amnesty. Conditional meaning that it can be taken away. اب یہ ایک step further ہے from that amnesty to incidence at a particular time. اگر Collin Powell کی interpretation پر جائیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پورا chapter دوبارہ reopen ہو سکتا ہے۔ پہلے تو Government of Pakistan اس بات کو clarify کرے۔

دوسری clarification جو میں چاہتا ہوں' اسی اخبار میں ان کی ایک اور observation ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ

this is the biggest nuclear proliferation ever. Now what is the position of the Government of Pakistan on this issue?

جناب چیئرمین ! یہ اور زیادہ important بن جاتا ہے جبکہ چار دن پہلے کانگریس کی کمیٹی کے سامنے کولن پاول نے یہ بیان دیا کہ

81 times I have been in telephonic contact with the President of Pakistan General Musharraf. Now this becomes all the more relevant that what is the position of the Government of Pakistan? Does it consider that this is the greatest proliferation that has ever taken place and the voyage, I

would call it the voyage that the pardon is taking, that clarification should come from the Government of Pakistan.

Mr. Chairman: I think, pass it on to the concerned Minister.

Mr. Wasim Sajjad: We could pass on this to the Foreign Minister so that he could announce sir, whenever the opportunity arises and I am sure he will try and redress the.......

Mian Raza Rabbani: He was present in House, I asked the honourable Leader of the House to tell him that I am raising this issue.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, this is precisely the point which so many of our colleagues have raised

کہ جی اگر کسی کو پتا ہی نہیں کہ کیا point of order raise ہونا ہے تو وہ اس کو کیسے anticipate کرے گا کہ میں بیٹھوں گا، رضا ربانی صاحب آئیں گے۔

جناب چیئرمین: اس پر آپ question raise کر سکتے ہیں۔

Mr Wasim Sajjad: Sir, this is precise. The point which so many of our colleagues have raised

کہ جی اگر کسی کو پتہ ہی نہیں ہے کہ کیا point of order raise ہونا ہے تو اس کو وہ کیسے anticipate کرے گا کہ جی میں بیٹھوں گا جب رضا ربانی صاحب آئیں گے۔

میاں رضا ربانی: جناب! دیکھیں غلط بیانی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کونسا issue raise کر رہے ہیں؟ میں نے ان کو بتایا کہ میں کولن پاول کا statement raise کر رہا ہوں۔ آپ Foreign Minister کو روک لیں۔ انہوں نے ان کی پرچی پر آنے سے انکار کر دیا۔ یہ صحیح بات کیوں نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔

جناب وسیم سجاد: صرف اس حد تک درست ہے کہ میں نے یہاں کے کسی شخص کو

بھیجا تھا کہ اگر وہ ہیں تو انہیں کہیں کہ House میں آ جائیں۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ چلے گئے ہیں۔ تو اب یہ بات بار بار آ رہی ہے۔ کیونکہ صرف یہ مقصد تو نہیں ہونا چاہیئے کہ جی اخبار میں خبر آئی ہے۔ ہم نے ایک point اٹھایا ہے۔

Mr. Chairman: He will pass it on. He is not here. He will pass it on.

جناب وسیم سجاد: اگر یہ باقاعدہ طریقہ کار استعمال کریں کہ یہ بہت اہم issue ہے' میں اس کو raise کرنا چاہتا ہوں تو آپ بھی ان کو پہلے بتا دیں کہ جی آجائیں' آج point raise ہو گا۔

میاں رضا ربانی: یہ کوئی بات نہیں ہے کہ پہلے بتا دیتے یا بعد میں بتاتے۔ یہ کبھی پارلیمانی طریقہ کار نہیں رہا ہے۔ Ministers کا کام یہی ہے۔ تنخواہ کس لئے لیتے ہیں؟ یہ House میں بیٹھیں۔

(Interruption)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, the Interior Minister, he don't bother to come to the House.

Mr. Chairman: The Interior Minister came and he had committed. You were not here.

Mian Raza Rabbani: Sir, nobody came and told us. We were sitting here.

Mr. Chairman: I don't know about your part. He did come to the House.

Mian Raza Rabbani: He made it a matter of prestige.

Mr. Chairman: No, there is no prestige. Interior Minister had

committed and he did come. If you will coordinate whenever you ask Ithink, you will have an answer.

Mian Raza Rabbani: Sir, It is the duty of the Leader of the House to have come and told us.

(Interruption)

Mr. Chairman: I think it is the duty of everyone to participate in the proceeding. That is the duty of every member.

آنسہ انیسہ زیب طاہر خیلی، جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ جناب انور بھنڈر صاحب نے جو point out کیا تھا اس کا کوئی خاطر خواہ جواب نہیں ملا۔ کیا ہم points of order پر چلتے رہیں گے؟ جناب رضا ربانی اس وقت جو point out کر رہے ہیں تو وہ یہی نقصانات ہیں اگر آپ بغیر ایجنڈے کے چلیں گے۔ کوئی Minister اس چیز کا انتظار نہیں کر سکتا کہ فلاں point of order آنے والا ہے۔ یہ relevant چیزیں ہیں۔ یہ آج دیں گے تو ضرور آ جائے گا۔ لیکن جہاں تک انہوں نے کولن پاول صاحب کی statement کی بات کی ہے، اسی کے اندر انہوں نے دیکھا ہوگا کہ اس نے حکومت پاکستان کا action کتنا defend کیا ہے اور خاص طور پر ڈاکٹر عبدالقدیر کے بارے میں جو فیصلے کئے جا رہے ہیں، انہوں نے ان کو حکومت پاکستان پر چھوڑ دیا ہے۔ واضح طور پر بتایا ہے کہ حکومت پاکستان ہی اس کے متعلق فیصلہ کرے گی۔ تو I think they are trying to just create an issue اور وہ بھی out of nothing. Please آپ ایجنڈے کے ساتھ چلیں۔

Mr. Chairman: I agree. I think all the members should also abide by

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین۔ جناب فرحت اللہ بابر ناسازی طبیعت کی بناء پر مورخہ ۵ مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی

درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب مشاہد حسین سید نے ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ ۹ اور ۱۰ مارچ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب امان اللہ کنرانی نے بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر مورخہ ۸ اور ۱۰ مارچ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ نگہت مرزا بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر مورخہ ۲۹ فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں، اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: محترمہ عابدہ سیف بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر مورخہ ۲۹ فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں، اس لئے انہوں اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب ایس ایم ظفر نے بعض مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ ۱۰ مارچ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب صفوان اللہ نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری مصروفیات کے سلسلے میں اسلام آباد سے باہر ہیں اس لئے آج مورخہ ۱۰ مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جناب عبدالحفیظ شیخ نے اطلاع دی ہے کہ وہ جرمنی کے سرکاری دورے پر جا رہے ہیں۔ اس لئے آج مورخہ 10 مارچ کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

We take up item No. 2, commenced motions, we may come to item No. 2, on motion moved by Mrs. Tanvir Khalid on 22nd September 2003, regarding Educational Policy of the Government.

جناب وسیم سجاد: جناب والا! مجھے تنویر خالد صاحبہ نے کہا ہے کہ اب زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ جب Standing Committees بن رہی ہیں تو اس Motion کو متعلقہ Standing Committee میں بھیج دیا جائے تاکہ تفصیل سے بات ہو سکے اور کچھ recommendations تیار ہو سکیں تاکہ positive contribution سامنے آ سکے۔ میرا خیال ہے کہ اگر وہ اس پر agree کریں۔

پروفیسر خورشید احمد: اوّل تو Standing Committee کا ابھی پتا نہیں ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: یہ کب بن رہی ہیں؟

(مداخلت)

جناب وسیم سجاد: انشاء اللہ بہت جلدی بن جائیں گی۔ آج تو session prorogue کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ بہت جلدی بن جائیں گی۔

Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, we were informed that Committees are going to be formed in this session.

Mr. Chairman: I do not think the Committee...

(interruption)

Dr. Safdar Ali Abbassi: It was commitment.

(مداخلت)

جناب وسیم سجاد: اب بھی میں یہ نہیں کہہ رہا کہ فلاں تاریخ تک بن جائیں گی بلکہ میں کہہ رہا ہوں کہ انشاء اللہ ضرور بنیں گی۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: وہ کبھی نہیں بنیں گی کیونکہ آپ بنانا ہی نہیں چاہتے۔ آپ تو delay کرتے جا رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

جناب وسیم سجاد: تنویر خالد صاحبہ کی سفارش ہے، میرا خیال ہے کہ مناسب ہوگا کہ اسے consider کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ میں ابھی آپ سے بات کرتا ہوں۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: It is a motion under Rule 194. It is only to be discussed and it has already been discussed.

Mr. Chairman: Many speakers have spoken.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: And it needs not to go to the Standing Committee and we may pass on to the other item.

Mr. Chairman: Professor Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میرا خیال یہ ہے کہ اس معاملے میں قاعدہ یہ ہے کہ جب Rule 194 کے تحت کوئی چیز ہاؤس کی property ہوجاتی ہے تو پھر ہاؤس یہ سوچ سکتا ہے کہ آیا اسے آگے بھیجنا ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین: یہی رائے میں ہاؤس سے لے رہا ہوں۔

پروفیسر خورشید احمد: اس کے لئے الگ ایک motion لانا پڑتی ہے اور ابھی اس پر discussion مکمل نہیں ہوئی تھی۔ مقصد یہی تھا کہ اور افراد جو پہلے نہیں بول سکے ہیں، انہیں بھی موقع مل جائے۔ پھر آخر میں وہ ممبر جس نے یہ motion move کی ہے یا کوئی بھی ممبر یہ کہہ سکتا ہے کہ اسے اب متعلقہ کمیٹی میں بھیج دیا جائے۔ اس لئے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ جہاں آپ اتنی قواعد کی پابندی کر رہے ہیں، وہاں اس کے بارے میں بھی قواعد کی پوری پوری پابندی کریں۔ میرا خیال ہے کہ میں خود بھی اس پر کچھ کہنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ پہلے یہ فیصلہ کرلیں کہ اس کے بارے میں کرنا

کیا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: اگر اس پر discussion کرنا ہے تو میں اس پر کچھ کہنا چاہوں گا۔

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد: اب یہ motion ہاؤس کی ہے۔

Mian Raza Rabbani: Sir, if a motion is moved by Rule 194, even on the request of the mover it can not be sent to the Standing Committee because the..

(interruption)

Mr. Chairman: That is what I have already said that we seek the opinion of the House.

(interruption)

جناب وسیم سجاد: ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر ہاؤس چاہے تو بھیج دے۔

(مداخلت)

Mian Raza Rabbani: Sir, the House does not have the power tosend a motion moved under Rule 194 to a Standing Committee. This is my point. A Standing Committee normally takes up Bills that are referred to it or any other matter which is referred to it by the house but about a motion under Rule 194, it is very clearly given that;

"194. A motion that the policy or situation or statement or any other matter be taken into consideration, shall not be put to the vote of the Senate, but the Senate shall proceed to discuss such matter immediately after the mover has concluded his speech and no furtherquestion shall be

put at the conclusion of the debate at the appointed hour unless a member moves a substantive motion in appropriate terms to be approved by the Chairman and the vote of the Senate shall be taken on such motion."

So, it can not be sent to a Standing Committee. It can not be sent.

Mr. Chairman: Then the House should continue discussion on it. Wasim Sahib.

جناب وسیم سجاد : جناب والا! یہ ہاؤس کی مرضی ہے اگر وہ اسے discuss کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔ مسز تنویر خالد صاحبہ۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, it has been discussed. There are so many items on the agenda. Three sittings we have consumed on this issue and if we go on debating on one issue on so many occasions, then I do not think that motion under Rule 194 is given by all the Members, they can ever find anytime for the discussion. Sir, it is your discretion to allow or disallow. Personally I think that sufficient debate has taken place on this issue.

Mr. Chairman: I think we need the Minister and put on it.

Mrs. Tanvir Khalid: Sir, I want to speak on it.

جناب چیئرمین : تنویر خالد صاحبہ ! آپ تو شروع میں بول چکی ہیں۔ You have already spoken on it.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Who sir.

Mr. Chairman: The mover. Not you, the mover.

(interruption)

مسز تنویر خالد: میں اس پر مختصر بات کروں گی کیونکہ یہ complete نہیں ہوئی تھی۔ ...I am not going to take much time. I will be very brief جی میں نے پہلے بھی بات کی تھی اور جہاں تک میرے comments ہیں کہ ہمارے ملک کی موجودہ Education Policy کافی ٹھیک ٹھاک ہے۔

جناب چیئرمین: وہ تو آپ بول چکی ہیں، کوئی اور point آپ کا ہے، I think we will hear the Minister now, then I think, everybody have... کتنے بولنا چاہتے ہیں۔

مسز تنویر خالد: Syllabus کے بارے میں ابھی کوئی اعتراض اٹھایا گیا تھا کہ کتابوں میں اس طرح کے اسباق ہیں تو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کتابوں میں اس طرح کے اسباق ہوتے ہیں جو کہ ہونے چاہئیں۔ پڑوسی ملکوں کے ساتھ hatred generate نہیں کرنا چاہیئے لیکن پڑوسی ملکوں کے ساتھ اچھے تعلقات پیدا کرنے کے لیے جو point اٹھایا گیا تھا، اگر کتابوں میں اس طرح ہے تو بالکل صحیح اور درست ہے اور جو کمی ہمیں ہمارے Syllabus میں نظر آتی ہے۔

جناب چیئرمین: تنویر صاحبہ! آپ بول چکی ہیں۔ کوئی خاص point ہے؟ You had your speech in the beginning.

مسز تنویر خالد: بس ایک point ہے۔

جناب چیئرمین: آپ جلدی کریں تاکہ اور ممبران جو بولنا چاہ رہے ہیں، ان کو موقع دیں، you cannot keep coming back.

مسز تنویر خالد: Scientific attitude create کرنے میں بڑی کمی ہے، scientific attitude پیدا نہیں کرتا it is emphasising faith only, it is to genetratefaith only. شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیئے۔ Whoever wants to speak,please send their names, I will tick the name from the names that are received and we will start with Kulsoom Perveen sahiba and come to Professor Khurshid then, اور جو بولنا چاہتے ہیں وہ مہربانی کرکے اپنے نام سیکریٹری کو بھجوا دیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیرمین۔ Minister صاحبہ بیٹھی ہیں۔میرا---

جناب چیئرمین : مختصر رہیئے to the point, because بہت speakers ہیں۔اس پر بہت بات ہو چکی ہے۔ مہربانی کرکے دو، دو، تین، تین منٹ میں۔

سینیٹر کلثوم پروین: میرا محترمہ زبیدہ جلال سے یہ question ہے کہ حالانکہ یہ پروگرام پرائیویٹ NGOs کا ہے، اس وقت بلوچستان میں تین چار districts میں جو پروگرامھو رہا ہے، یہ خود بھی اس meeting میں موجود تھیں، انہوں نے تمام پروگرام بجائے local NGOs کے باہر کی NGOs کو دے دیا ہے جو کہ بلوچستان کی local NGOs کا حق تھا تو میں ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے اس کے لیے further step کیا اٹھایا اور کیوں انہوں نے یہ تمام پروگرام local NGOs کو دینے کی بجائے باہر کی NGOs کو دیا؟

DISCUSSION ON EDUCATION POLICY

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور میں نہایت اختصار کے ساتھ صرف نکات آپ کے سامنے رکھوں گا، تفصیل بیان نہیں کروں گا۔ میری نگاہ میں ہماری Education Policy کا سب سے بڑا مسئلہ اس وقت وسائل اور resources کی کمی ہے۔ دنیا بھر میں ایک مسلمہ اصول ہے کہ کم ازکم GDP کا چار سے پانچ فیصد تعلیم کے لیے مختص کیا جائے۔ جن ممالک نے علوم میں نام پیدا کیا ہے انہوں نے سات، آٹھ اور دس فیصد خرچ کیا ہے۔ ہمارے ہاں عالم یہ ہے کہ ڈھائی فیصد سے کم ہو کر اب GDP سے 1.8% کا پوری تعلیم کے لئے آ گیا ہے۔ یہ پہلا اہم مسئلہ ہے۔

دوسرا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ جناب پرائم منسٹر صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں قوم سے یہ وعدہ یہ یہ وعدہ کیا تھا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ملک میں پاکستان کے نظریے کی بنیاد کے اوپر ایک uniform syllabus ہو اور ہم یہاں یکساں نظام رائج کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلیم ہمارے معاشرے کو تقسیم کر رہی ہے، آج ایک نہیں تین تین parallel system ہیں۔ publiceducation, private

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان English medium, O level , A level,BCC, جس میں education میں آج پاکستانیوں کو پاکستانی تعلیم نہیں مل رہی ہے۔ امتحانات بھی ، تعلیم بھی ' courses بھی سارے کے سارے دوسروں کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی طریقے سے جو ہماری روایتی تعلیم ہے ' ان تمام streams کی بجائے ضرورت اس بات کی ہے کہ یکساں تعلیم ہواور تعلیم ہرشہری کا حق ہے ، محض دولت مندوں کا نہیں -

جناب والا! تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ private organizations of Education بڑا ہی گھمبیر مسئلہ ہے - ہمیں اس سے انکارنہیں کہ private اداروں کو بھی تعلیم کا موقع ملنا چاہیئے اور وقت کی بنیاد پر یا جس بنیاد پر بھی ہو لیکن آج صورت یہ بن گئی کہ commercialization of education ہوئی ہے اور public sectors starved ہیں۔ وہاں اچھی تعلیم نہیں مل رہی ہے' quality نہیں ہے ' لوگ برابرکم ہو رہے ہیں۔ اس کے ساتھ مجھے یہ کہتے ہوئے دکھ ہوتا ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں' جہاں بھی میں گیا ہوں وہاں طلباء نے بھی' اساتذہ نے بھی اور وہاں کی universities نے یہ بات کہی ہے کہ جب تک ہم از خود طلبائکو test نہ کرلیں' پاکستان کی جو ڈگریاں ہیں' وہ اس پر اعتماد نہیں کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہ کتنے دکھ کی بات ہے - سو اس حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ privatization کی جو policy اختیار کی گئی ہے وہ بڑی خطرناک ہے - Commercialization ہے جس کے نتیجے کے طور پر محض امیروں ----

جناب چیئرمین: Privatization سے کیا مطلب ہے؟

پروفیسرخورشید احمد: جناب چیئرمین ! میں اس کی مثال دے رہا ہوں' جس کے نتیجے کےطور پر کےطور پر صرف امیروں کے لیے تعلیم ہو رہی ہے اور عام انسان اچھی تعلیم سے محروم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اگلی بات جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں' میری بہن نے بھی اس طرف متوجہ کیا ہےforeign NGOs کا کردار ہماری تعلیم میں خواہ اس نے جس طرح بھی حاصل کیا ہے بڑھ رہا ہے اس کے نتیجے کےطور پر یہایک قسم کا subversion ہے۔ اور اس سلسلے میں خاص طور پر وزیرتعلیم صاحبہ کو جو خود ایک سچی مسلمان ہیںبتانا چاہتا ہوں کہ یہ SDPI رپورٹ ہے جس میں میرےعلم کی حد تک curriculum wing میں غور ہو رہا ہے۔ اس کو آپ پڑھیئے اور جس میں یہ کہا گیا ہے کہ کوئی پاکستانی ideology نہیں ہے۔

اسلام کا کوئی کردار نہیں حتیٰ کہ اس پر اعتراض ہے کہ طلباء کو ، بچوں کو السلام علیکم ' اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کیوں بتایا جا رہا ہے۔ اس میں صاف کہا گیا ہے کہ تاریخ کو تبدیل کر دیجئے۔ یعنی 1906 جو ایک landmark ہے ہماری تاریخ کے، مسلم لیگ کے قیام کا اور ہندوستان میں مسلمانوں کے احیاء کا۔ ان سب حقائق کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ اور صاف صاف کہا گیا ہے کہ پاکستان میں نظریہ پاکستان، اسلام، اسلامی تاریخ یہ وہ تمام چیزیں ہیں جو subversion ہیں۔ اس سے زیادہ بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ دستور، جس میں صدر سے لیکر ممبر تک ہر ایک اس بات کا حلف اٹھاتا ہے کہ پاکستان کی بنیاد اسلام ہے۔ اور میں عہد کرتا ہوں کہ میں اس نظریہ پاکستان کو اسلام کے تحفظ کے لئے استعمال کروں گا۔ تو جناب والا! جس رخ پر لے کر جایا جا رہا ہے یہ بڑا خطرناک ہے۔ اور ابھی وقت ہے کہ ہم اسے روکیں اور یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ education policy کو نظریاتی اعتبار سے، کوالٹی کے اعتبار سے، resources کی فراہمی کے اعتبار سے ایسا بنائیں کہ تمام شہریوں کے لئے مساوی مواقع فراہم ہوں۔ یکساں نظام۔ جو اپنی تاریخ، اپنی روایات ' اپنے culture پر مبنی ہو' یہ ہے اس کی ضرورت اور جب تک ہم یہ حاصل نہیں کرتے ہیں ہم اس ملک کو اندرونی اور بیرونی خطرات میں جھونک رہے ہیں اور نئی نسلوں کو ہم جس رخ میں لے جا رہے ہیں وہ پاکستان کا استحکام اور اس کی ترقی کا راستہ نہیں ہے۔ خدا کے لئے آنکھیں کھولیئے۔ یہ اپوزیشن اور گورنمنٹ کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے اور اس طرف توجہ کرنا بہت ضروری ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: پروفیسر سعید صدیقی صاحب۔

پروفیسر محمد سعید صدیقی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! ایجوکیشن کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اس موضوع پر ہمیں سیر حاصل بحث کرنی چاہیئے۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ کافی عرصے بعد یہ پالیسی یہاں discuss ہو رہی ہے اور وزیر تعلیم صاحبہ بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ موجودہ ایجوکیشن پالیسی 1998 to 2010 کے لئے بنائی گئی تھی۔ اس میں بہت اچھی اچھی باتیں ہیں اور بہت اچھی اچھی provisions ہیں لیکن ابھی تمام چیزوں پر عمل نہیں ہو رہا۔ اب جب کہ موجودہ حکومت political will بھی رکھتی ہے اور

اس نے ایجوکیشن کے لئے خاطر خواہ فنڈز بھی فراہم کئے ہیں تو اس کے باوجود مطلوبہ بہتری کیوں نہیں آرہی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایجوکیشن کے ہر سیکٹر پر، ہر level یعنی پرائمری، سیکنڈری، کالج ایجوکیشن، یونیورسٹی ایجوکیشن، پروفیشنل، ٹیکنیکل اور میڈیکل، all sectors of education پر task forces بنائی جائیں اور ان تمام عناصر اور عوامل پر غور کیا جائے جو بہتری لانے میں حائل ہیں، جن کی وجہ سے بہتری نہیں آرہی۔ ان میں چند کا میں ذکر کرونگا۔ ایک تو یہ کہ ایسا نہیں کہ ہمارے پاس resources نہیں۔

but the resources are scattered around. We need to pull them togetherand use them judiciously, we need to plug the holes of leakage and wastage and we have to disburse thefunds with good management and administration.

Mr. Chairman : Please be precise because there are many speakers and time is limited.

پروفیسر محمد سعید صدیقی : جناب اس جیسے اہم موضوع پر اگر time limited ہو تو بہت افسوس ہے۔

جناب چیئرمین : ہاؤس کی مرضی ہے، اگر کہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ بے شک آپ جتنا عرصہ چاہیں بات کرتے رہیں، لیکن یہی سب کا consensus تھا کہ مختصر ہو۔

پروفیسر محمد سعید صدیقی : میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ہاؤس کا ممبر یہ کہے گا کہ اس پالیسی پر اس موضوع پر بہت جلدبازی میں باتیں کی جائیں۔

جناب چیئرمین : بہرحال آپ suggestions دیں جو آپ کی ہیں۔ بہرحال آپ کے اوپر ہے، ہاؤس کی مرضی ہے I have no problem میں نے تو بیٹھ کر سننا ہی ہے۔

پروفیسر محمد سعید صدیقی : ٹھیک ہے میں کوشش کروں گا۔ میں بہتری لانے کے لئے task forces کے قیام پر بات کر رہا تھا۔ یہ task forces یقیناً ایسی نہ ہوں جیسے پہلے بنتی رہی ہیں بلکہ ایسی ہوں جس میں professionals and technical لوگ شامل ہوں۔ اگر ہم

ان امور پر غور کریں تو بہتری آئے گی' infrastructure and physical facilities کی improvement ہے۔ ٹیچرز اور educational administration کی training کی ضرورت ہے۔ ابھی ہوتا یہ ہے کہ ایک پروفیسر کو پرنسپل بنا دیا جاتا ہے۔ جب تک وہ پروفیسر رہتا ہے اس کا کوئی administrative experience نہیں ہوتا اور جب وہ پرنسپل بن جاتا ہے تو تمام Administration and Finances کو handle کر رہا ہوتا ہے' جس کا اس کے پاس کوئی experience and training نہیں ہوتی۔ لہذا وہ فنڈز اور material resources, human and other resources دونوں کو صحیح طریقے سے استعمال نہیں کر پاتا اور بہت سارے lapses ہو جاتے ہیں۔ لہذا سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ human resource development, teachers as well as the Educational Administration.

اس کے بعد curriculum revisions میں اپنے subject کی بات کر رہا ہوں۔ اسی طرح دوسرے subjects پر بات ہے۔ تیس سال پہلے فزکس کی کتاب HSC level کی لکھی گئی تھیں اور وہ آج تک چل رہی ہیں۔ ان میں کوئی improvement کوئی updating نہیں ہوئی۔ لہذا ملک کے مستقبل کا خیال رکھتے ہوئے curriculum revision بہت ضروری ہے۔

اس میں ہمیں job market کا بھی خیال رکھنا ہوگا۔ جس طرح آج کل I.T. کا fever چل رہا ہے اور I.T. personnel job کے لئے مارے مارے پھر رہے ہیں اس طرح نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایک پلاننگ کے تحت graduate produce کئے جائیں۔

اس کے ساتھ طریقہ امتحان *rattafication* اور memorisation والا فرسودہ نظام ہمیں ختم کرنا چاہیے ہمیں اس طریقہ کو اپنانا چاہیے جو ساری دنیا میں رائج ہے۔ جو objective ہوں' جو knowledge testing ہوں' *rattafication and memorisation* نہیں ہونی چاہیے۔ استاد اور طالب علم کا رشتہ استوار کرنا چاہیے۔ کیوں استاد اور طالب علم کے درمیان رشتہ قائم نہیں ہوا؟ اس چیز پر غور کرنا چاہیے۔

This is very important. May be it is because the teachers have become more commercial or business-minded as well as the students have gone for other interests rather than teaching and learning.

کہا جاتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ خواتین اور لڑکیوں میں literacy rate بہت کم ہے۔ اس کی بہتری، اس کے اضافے، اس کی improvemnt کے لئے students کو incentive دیا جائے، ان کو vocational training کی طرف راغب کیا جائے تاکہ وہ کچھ نہ کچھ ہنر سیکھ کر، علم حاصل کر کے useful شہری بن سکیں۔ سب یہ جانتے ہیں کہ educating a woman is educating a family اس فلسفے کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں بچیوں اور خواتین کی تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ بہت کہا جاتا ہے کہ scientific, technical education پر emphasis ہونا چاہیے تو یہ کیسے ہو گا۔ جہاں ہماری laboratories جدید equipments سے محروم ہیں۔ consumable اور non-consumable budgets are lapsed, meaningless ہیں تو کس طرح ہو گا؟

Mr. Chairman: Saeed Sahib! please try to conclude because we have other speakers also.

Prof. Muhammad Saeed Siddiqui: I will try.

تو ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہیے اور technical and scientific education کے لیے خطیر رقم کی ضرورت ہے۔ HEC جو کہ Education Ministry کے under ہے۔ وہ اس وقت faculty development پر پوری طرح emphasise کر رہا ہے۔ ٹھیک ہے،

because universities are going to be dried soon because the talented people have left the country and they don't find any attraction in the country. Faculty development

کے ساتھ ساتھ ہم gross root education یعنی higher education کو نظر انداز نہ کریں۔ یونیورسٹی کے لیے Professors produce کریں۔ Ph.Ds and research پر توجہ ضرور دی جائے لیکن gross root level education, elementary education کو نظر انداز نہ کیا جائے کیونکہ وہیں سے بنیاد بنتی ہے اور وہیں سے ایک طالب علم اچھا طالب علم بنتا ہے۔ جیسا کہ پروفیسر خورشید صاحب نے فرمایا کہ many systems of education are now in

practice تو ہمیں اپنے ملک کی ضروریات کے تحت ایک uniform system adopt کرنا چاہیے اور یکساں نظام تعلیم، یکساں curriculum تمام ملک کے بچوں اور بچیوں کو حاصل ہونا چاہیے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں محترمہ زبیدہ جلال سے دوبارہ درخواست کروں گا کہ اگر کسی بھی capacity میں voluntarily رضا کارانہ طور پر میری خدمت کی ضرورت ہے تو میں حاضر ہوں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Mr. Sanaullah Baloch.

پروفیسر غفور احمد: جناب agenda پر پانچ Commenced Motions ہیں اور پانچ Commenced Resolutions ہیں۔ جب اتنے Commenced Motions اور Resolutions ہونگے تو Orders of the Day پر کبھی کام نہیں ہو سکتا۔ میرا خیال ہے کہ Orders of the Day کے draw کرنے کا بھی تھوڑا سا خیال رکھا جائے۔ اگر اس طرح سے پانچ Commenced Motions ہیں اور تین Commenced Resolutions ہیں تو کبھی بھی---

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! آپ کی بات صحیح ہے لیکن اس پر tradition یہی رہی ہے کہ رکھا جاتا ہے سارا ایجنڈے پر this goes on and continues بھنڈر صاحب اس پر آپ کا کیا view ہے؟

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب! میرا خیال یہی ہے کہ سارا agenda آج ختم کر کے اٹھیں۔ اس وقت تک نہ اٹھیں جب تک یہ ختم نہ ہو کیونکہ Private Member's Day بڑی دیر کے بعد آیا ہے۔ Let us work for the whole of night. کیونکہ point of orders بہت ضروری تھے اور point of orders سارے ایجنڈے کو لے گئے ہیں تو کم از کم میری تجویز یہ ہے کہ جب تک آج کا agenda ختم نہ ہو جائے we should continue sitting

Mr. Chairman: What are the views and feelings of the members? Mr. Wasim Sajjad

یہ جو پروفیسر غفور صاحب اور بھنڈر صاحب کا point ہے کہ بھئی ---------

جناب وسیم سجاد: آپ تجویز لے لیں اور پھر آپ اس پر غور کر لیں کہ کیا تجویز ہے، یہ کیا چاہتے ہیں؟

جناب چیئرمین : لیکن کیا practice رہتی ہے کہ In think, you put the whole pending issues at the goal.

جناب وسیم سجاد : جناب ! practice تو یہی ہے جو آپ کے سامنے ہے لیکن اگر یہ کوئی مختلف تجویز دینا چاہتے ہیں تو میرا خیال ہے دے دیں۔ تا کہ آپ اس کو دیکھ لیں، examine کرلیں اگر یہ suitable ہوئی تو اسے کر لیا جائے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب ! اس کے متعلق جو میں نے تجویز دی تھی کہ ہوتا تو یہ ہے کہ یہ Commenced........

جناب وسیم سجاد : اس کا مطلب یہی ہے کہ اگر آٹھ ہیں تو اس میں سے چار کاٹ دیے جائیں تو آپ پھر اپنی discretion پر جو رکھنا چاہیں، رکھ دیا کریں اور جو کاٹنا چاہیں، کاٹ دیا کریں۔

Mr. Chairman: I think.

کہ آئندہ اس کی screening کر لیا کریں گے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب ! میں یہ عرض کروں گا کہ عام طور پر یہ Private Member's Day پر ایک Commenced Resolution جب ختم ہوتی ہے تو پھر دوسری آتی ہے۔ عام طور پر یہ Commenced Resolution زیادہ سے زیادہ دوسری sitting میں آتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں کیا ہوتا ہے کہ ایک resolution move کر دو ۔ منسٹر صاحب نہیں ہیں تو commenced resolution ہو گئی۔ دوسری resolution move کر دو، منسٹر صاحب نہیں ہیں ۔ commenced resolution ہو گئی-----

پروفیسر خورشید احمد : میں عرض کرتا ہوں کہ بھنڈر صاحب نے بہت صحیح اصولی بات کی ہے کہ قاعدہ یہی ہوا کرتا ہے کہ ایک resolution آتا ہے، discussion ہوتی ہے، اسے dispose of کر دیا جاتا ہے۔ پھر دوسرا آتا ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ وزیر نہیں ہوتے ہیں، وقت کم ہوتا ہے اور میں اپنے ساتھیوں سے بھی معذرت سے کہوں گا کہ point of order پر ہم بہت زیادہ وقت لے رہے ہیں۔ ایک discipline ہونا چاہیئے، توازن قائم ہو۔ اس طریقے سے پھر ہم

اس کام کو لے کر چل سکیں گے۔

جناب چیئرمین: یہ ذمہ داری ہر ممبر پر آتی ہے کہ اس کو ہم صحیح طریقے سے follow کریں۔

پروفیسر خورشید احمد: یہ بھی پھر ہوا کہ ایک Private Members' Day ہم sacrifice کر چکے اور یہ دراصل تین Private Members' Day کا کام ہے جو کہ ایک دن میں آگیا ہے۔ اس کو ذرا آپ discipline کریں تو اس کے بعد پھر کام ہو سکتا ہے۔

Mr. Chairman: So, if there are due suggestions, we will welcome them and see how can we work out.

ہم اس کی screening شروع کر دیں گے۔جی امین دادا بھائی صاحب۔

جناب محمد امین دادابھائی: جیسا کہ policy statement پر بات ہو رہی ہے۔ بہتر ہے کہ جو concerned Minister ہیں وہ اپنے ہاؤس کو overall policy بتا دیں کہ what is the policy about that department اس کے بعد پھروہ اپنے officers کو بتا دیں کہ جو تقریریں ہو رہی ہیں اور جو باتیں آ رہی ہیں تو سن لیں گے۔ تو وہ باتیں کافی حد تک کم ہو جائیں گی اور میرے حساب سے ان کے کوئی points نہیں بچیں گے۔

جناب چیئرمین: اس پر کافی discussion ہو چکی ہے۔ بڑی comprehensive, I think اس پر ہر کسی کو study خود کرنی چاہیئے through the document that is available. جی ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی، ذرا مختصر رکھیئے گا۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں مختصراً کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پاکستان میں ہماری تعلیمی پالیسی انتہائی ناکام ہے، یہاں جو غریب ہیں ان کے لئے کوئی تعلیم نہیں ہے۔بچوں کے لئے چھت کا سایہ نہیں ہے، انہیں ابھی تک ٹاٹ میسر نہیں ہے۔جہاں پچاس پچاس، سو سو گھر ہیں وہاں ابھی تک ایک پرائمری سکول بھی نہیں ہے۔ اس پاکستان میں جو لوگ کروڑ پتی، ارب پتی ہیں، سیکریٹری ہیں، بیوروکریٹس ہیں، بڑے بڑے لوگ ہیں ان کے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور جو 95% غرباء

رہتے ہیں ان کے لئے بالکل تعلیم نہیں ہے۔ آپ دیہات میں جائیں، سندھ میں ، بلوچستان میں، پنجاب میں، سرحد میں وہاں پر بچے اس لئے تعلیم سے محروم ہیں کہ وہ غریب ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں غریب پیدا کیا ہے۔ ہمارے سرکاری سکول میں جو استاد پڑھانے کے لئے جاتا ہے اسے پڑھانے کا طریقہ نہیں آتا، وہاں پر بیٹھنے کے لئے کرسی تک نہیں ہے، وہاں کسمپرسی کا عالم ہے اور یہاں جو پرائیویٹ سکول ہیں، لوگ وہاں دس، بیس ہزار ماہانہ فیس ادا کرتے ہیں۔ جب میرٹ کا مسئلہ آتا ہے اور بلوچستان کہتا ہے کہ جی ہماری سیٹوں کا competition ہے تو وہ بند ہو جاتا ہے۔ تربت کا طالب علم یہاں اسلام آباد میں یا کراچی کا طالب علم کس طرح competition میں آسکتا ہے۔

آپ دوسرے ممالک میں جائیں وہاں تعلیم کی یکساں پالیسی ہے، وہاں وزیر اعظم کا لڑکا بھی وہیں پڑھتا ہے جہاں پر ایک غریب کا لڑکا پڑھتا ہے۔ یہاں ایجوکیشن کا ratio آج تک مشکل سے 37% ہے جو کہ 40% تک بھی نہیں پہنچا ہے، یہ بالکل ناقص پالیسی ہے۔ میں جب ہر سال calculation دیکھتا ہوں کہ کتنے ارب روپے تعلیم پر خرچ ہوئے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ جو ہمارے یہاں planning کرنے والے ہیں، جو اسلام آباد میں ائرکنڈیشنڈ میں بیٹھے ہیں، انہیں ان دیہاتوں کے حالات معلوم ہیں کہ تربت، گوادر اور سکھر کے دیہاتوں میں، پنجاب کے وہ دیہات جہاں ابھی تک ایک پرائمری سکول بھی نہیں ہے، وہاں کے کیا حال ہے۔ جناب وہ اس ملک کے رہنے والے نہیں ہیں، آپ انہیں اس لئے محروم کرتے ہیں کہ ان کے پاس پیسے نہیں، وہ سیکرٹری کے بچے نہیں ہیں، وہ کمشنر کے بچے نہیں ہیں، وہ دولتمند کے بچے نہیں ہیں، وہ اس لئے تعلیم سے محروم ہیں کہ انہیں دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں ہے۔ آج تک ہمارے جتنے بھی حکمران آئے ہیں، تعلیم پر کسی نے توجہ نہیں دی ہے۔ یہاں ہمارے ہاں پانچ پانچ سو روپے میں B.A کی ڈگریاں بازاروں میں بک رہی ہیں، یہ شرم کی بات ہے۔ ہم نے کیا control کیا ہے۔ایک سرٹیفکیٹ پر ایک جگہ پر میٹرک اور B.A کے لوگ نوکریوں پر لگ گئے ہیں جہاں پر duplicate کر کے لوگوں کو نوکریاں دی جاتی ہیں۔ جناب! ہم کب تک اس نظام کو ٹھیک کریں گے۔ میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جو ہمارا سلیبس ہے اس میں اسلامی نظریے کا کوئی subject نہیں ہے اور پاکستان کی بنیاد میں اسلامی نظریہ ہے لیکن ہم نے اس کو بالکل نکال دیا

ہے اور ہم اس ملک میں moderate تعلیمی نظام لانا چاہتے ہیں جیسے ہمیں بیرون ممالک dictate کر رہے ہیں کہ اس طرح کرو۔

ہم نے اپنے سکولوں میں یورپ کا dress اپنا لیا ہے۔ الحمدللہ ! ہمارا ایک national dress ہے۔ میں اپنے dress پر فخر کرتا ہوں، اگر میں لندن یا امریکہ جاؤں تو اپنا قومی لباس پہن کر فخر محسوس کروں کیونکہ یہاں پر مسقط کا سلطان قابوس آتا ہے تو وہ اپنے ملک کا dress پہن کر آتا ہے لیکن ہم انگریزوں کے غلام ہیں کہ جب ہم جاتے ہیں تو ہم ٹائی اور سوٹ پہن کر جاتے ہیں۔ اور جب ہم سڑکوں پر پھرتے ہیں تو کسی کو نہیں پتہ چلتا کہ یہ مسلمان ہے جو پاکستان سے آیا ہے۔

خدارا! ہمارے students کو یہاں کے national dress کو پاکستان میں اپنانا چاہئیے جو کہ شلوار، قمیض اور ٹوپی پر مشتمل ہو۔ ہم کہاں تک انگریزوں کی غلامی کریں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مخلوط تعلیم ہے، مرد اور عورتیں اکٹھے ایک ہی سکول میں پڑھتے ہیں۔ جناب! ہمارا معاشرہ، ہماری اسلامی اقدار اس چیز کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ یورپ کی غلط Society کو ہم پر مسلط نہ کیا جائے۔ ہمارے ملک میں اسلامی طریقے والا separate نظام تعلیم قائم کیا جائے۔

ہمارے بی اے کے students, ہمارے ایم بی بی ایس کے students, ہمارے ایف اے کے students عورتیں اور مرد اکٹھے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس سے بہت ساری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ اسلامی ملک ہے۔ اس کو ہم ایک moderate یورپی ملک نہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ملک دیا ہے اور یہ اسلامی بنیاد پر ملا ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ نقل کا جو رجحان ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کل students پڑھتے نہیں ہیں۔ وہ جب امتحان دیتے ہیں تو کتاب سامنے رکھ کر اپنے پیپر حل کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے باقاعدہ ایک غیر جانبدار کمیٹی بنائی جائے اور وہ Minister of Education کے ساتھ بیٹھ کر اس کی پالیسی وضع کرے اور اس ملک کو تعلیم کی یکساں پالیسی دے۔ وہ غریب جو پڑھ نہیں سکتے اور فیس ادا نہیں کر سکتے، وہ پرائمری تک، مڈل تک تعلیم حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ کیا ان کا یہی قصور ہے کہ وہ غریب ہیں۔ نہیں، ہم غریبوں کے لئے بھی منصوبہ بندی کریں۔ آج تک اس ملک میں غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے

کوئی پالیسی نہیں بنائی گئی۔

جناب چیئرمین! خدارا ہم غریبوں کے ووٹوں پر ادھر آئے ہیں اور آج ہم غریبوں کا لحاظ نہیں رکھ رہے ہیں۔ لہٰذا میری تجویز ہے کہ موجودہ پالیسی پر نظرثانی کی جائے اور اس میں' جو غریب ہیں اور جو backward علاقے ہیں' ان میں بھی تعلیم کا یکساں نظام قائم کیا جائے۔

Thank you very much.

Mr. Chairman: Mr. Muhammad Akram.

جناب محمد اکرم: شکریہ چیئرمین صاحب! میرے اپنے دوست کی تقریر سے میں ایک چیز پر ضرور اپنا comment دوں گا کہ شلوارقمیص ضرور ہماری شناخت ہوگی' ہمارا قومی لباس ہے' یہ ہم سب اچھی طرح سے جانتے ہیں' صرف فرق یہ ہے کہ شلوارقمیض پہننے سے زیادہ مسلمان نہیں ہوجاتا اور سوٹ پہننے سے مسلمان کم نہیں ہوجاتا۔ میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

تعلیمی پالیسی کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری Education Ministry نے بلا شبہ ایک بہت اچھی پالیسی بنائی ہے اور اچھی محنت کی ہے اور اچھا کام کیا ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ موجودہ حکومت کی جو contribution رہی ہے اس میں سب سے بڑا contribution یہ رہا ہے کہ انہوں نے سب سے زیادہ تعلیم یافتہ competent, honest and hard working Minister کو یہ ذمہ داری سونپی ہے۔ یہی ایک سب سے بڑا milestone ہے اس حکومت کا۔

میں اس حوالے سے ذرا اس کا بھی ذکر کردوں کہ پچھلی governments میں جب portfolios بانٹے جاتے تھے تو یہ آنکھوں دیکھا حال ہے کہ جب Education Minister appoint ہوا تھا تو سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ سب سے کم تعلیم یافتہ آدمی کون ہے اس وقت ہمارے بیچ میں۔ پتہ چلا کہ یہ صاحب سب سے کم تعلیم یافتہ ہیں' کہا کہ ان کو Education Minister بنا دیجئے۔ یہ مذاق ہوتا رہا ہے اس قوم کے ساتھ۔

ہماری حکومت کو یہ credit جاتا ہے کہ انہوں نے ایک ایماندار' competent, capable اور Hard working Minister کو choose کیا ہے تاکہ وہ اس اہم ذمہ داری کو

deliver کریں۔ اس subject پر میری recommendation صرف یہ ہے اور اس طرف میں نے پچھلے سیشن میں بھی توجہ دلانے کی کوشش کی ہے، کہ جہاں اتنی ساری اچھی چیزیں ہو رہی ہیں وہاں ذرا ایک چیز کی کمی رہ جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے نصاب تعلیم کے اندر یہ بہت ضروری ہے کہ ہم عربی کو لازمی قرار دے دیں اور عربی کی تعلیم کے اوپر خاص توجہ دی جائے۔ کیونکہ ہم کہتے تو ہیں کہ پاکستان اسلامی فلاحی ریاست ہے لیکن اس کے لئے کچھ کام کرنے کی بھی ہمیں ضرورت ہے ۔ ہمارے بچے جو تعلیم حاصل کرتے ہیں اور جو سکولوں میں جاتے ہیں ہم ان کو نماز اور دوسرے فرائض کی تلقین کرتے ہیں ۔ لیکن جب وہ نماز پڑھتے ہیں، قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ انہیں یہ نہیں پتا ہوتا کہ اس کے معنی کیا ہیں۔ دوسرے مضامین کی طرح اگر یہ بھی mandatory ہو جائے کہ ہر لیول پر، ہر کلاس کے اندر بچوں کو عربی کی تعلیم mandatory طور پر دی جائے اور جس طرح سے fluency کے ساتھ انگریزی سیکھتے ہیں، بولتے ہیں، لکھتے ہیں، اگر اسی طرح سے وہ عربی زبان کو اپنائیں گے تو کم سے کم یہ ضرور ہوگا کہ آئندہ آنے والی ہماری نسلیں یہ سمجھ سکیں گی کہ جب وہ نماز پڑھتے ہیں تو اس کے کیا معنی ہیں ، جب وہ قرآن شریف پڑھتے ہیں تو اس میں ہمیں کیا تعلیمات دی جاتی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اہم چیز ہے اس کے اوپر وزارت تعلیم کی طرف سے بھرپور توجہ دی جائے ، باقی جو کام ہم کرتے ہیں، کرتے رہیں یہ ہمارا آنے والی نسلوں پر سب سے بڑا احسان ہوگا۔ اس کے ساتھ میں آپ کا مزید وقت نہیں لوں گا ۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: مسٹر رضا محمد رضا۔

جناب رضا محمد رضا : آج ہم تعلیمی صورتحال پر بحث کر رہے ہیں، یہ نہایت خوش آئند ہے اس لحاظ سے بھی کہ میں یہ اعتراف کروں گا کہ موجودہ کابینہ میں میرے نزدیک سب سے ذمہ دار وزیر ہماری محترمہ زبیدہ جلال صاحبہ ہیں اور میرے لئے یہ امر باعث مسرت ہے کہ ان کی موجودگی میں بحث ہو رہی ہے اگرچہ بڑے مختصر اور جلدی میں ہم بول رہے ہیں اور تجاویز ہم دے رہے ہیں، ہم صرف نشاندہی کریں گے۔

اس ایوان میں ہم سب کو اس تلخ حقیقت کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ ہمارے تعلیمی نظام

سے ہمارے عوام کا اعتماد اٹھ چکا ہے ۔ ہمارے تعلیمی نظام پر کوئی اعتماد نہیں رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارا تعلیمی نظام اب ایسی شکل اختیار کر گیا ہے کہ تعلیم اب دولتمند طبقے تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ تعلیم غریب عوام کے بس کی بات نہیں رہی، حصول علم، حصول تعلیم کروڑوں عوام کے لئے اب ناممکن ہو گیا ہے ۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے تعلیم کو ذریعہ معاش بنا دیا ہے ۔ پیسہ بٹورنے اور اور کمانے کا ایک وسیلہ بنایا ہے ۔ جس طرح صنعت میں investment کرتے ہیں، کسی اور شعبے میں investment کرتے ہیں، ہم سکولوں میں سرمایہ کاری کرتے ہیں اور ہمارے جو دولت مند طبقات ہیں ان کا اب ایک اہم ترین پیشہ سکول ہے ' تعلیم کے ذریعے پیسہ کمانا ہے ۔ اس میں میری تجویز یہ ہے کہ سب سے پہلے ہم تعلیم میں privatization کا خاتمہ کریں ۔ تعلیم ہم پبلک سیکٹر میں رکھیں ۔ پرائیویٹ سیکٹر میں تعلیم کے تمام اداروں پر ہم پابندی لگائیں۔ ان کو بالکل ممنوع قرار دیں۔ جناب ! انگریز کا ایک نوآبادیاتی دور تھا ہمارے اس ملک کے تمام عالم و فاضل لوگ انگریز کے دور کے تعلیمی نظام کی پیداوار ہیں۔ تو ایک بات یہ ہے کہ ہم نے پرائیویٹائزیشن کے ذریعے تعلیم کو ایسا بنا دیا ہے کہ ' میں یہ کہوں گا کہ ملک کی آبادی کے دس فیصد لوگ اب ایسے نہیں ہیں جو تعلیم حاصل کر سکتے ہیں ۔ privatization کے خلاف ہمیں اقدام اٹھانا ہوگا ۔ تعلیم کو public sector تک محدود رکھنا ہوگا۔ اور دوسری بات جو اس کے لئے سب سے اہم ہے، تعلیم عام کرنے کا سب سے موثر وسیلہ مادری زبان ہے اور اس کو ہم نے شجر ممنوعہ قرار دیا ہے۔ اس ملک کی زبانیں ہیں۔ پشتو کروڑں عوام کی زبان ہے' اب جناب دیکھ لیں بلوچی، سرائیکی، پنجابی اور اب جناب دیکھ لیں، سندھی ذریعہ تعلیم بنی ہے اور اس کے بہترین نتائج نکلے ہیں۔ اب سندھ میں آپ دیکھ لیں، خواندگی کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ اس لئے کہ مادری زبان ذریعہ تعلیم ہے۔ ہمارے تعلیمی نظام میں جو سب سے بڑی خرابی ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے مادری زبانوں کو پنجابی، بلوچی، بروہی، سرائیکی، پشتو کو ذریعہ تعلیم نہیں بنایا۔

تیسری بات جناب! اس میں یہ ہے کہ ہم نے کئی اقسام کے نظام تعلیم کو رواج دیا ہے۔ ہمارا نصاب تعلیم بھی مختلف ہے۔ انگریزوں کے لئے جو ہمارے انگریزی خواں لوگ ہیں' ہمارے بالائی طبقات کے جو لوگ ہیں، ان کے بچے ماڈل سکولوں اور گرامر سکولوں میں پڑھتے ہیں۔

ہمارے غریب بچے سرکاری سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ ہمارے ملا صاحبان کے بچے دینی مدرسوں میں پڑھتے ہیں۔ یہ مختلف قسم کی سطحیں ہیں۔ ہمیں ایک ایسا نصاب تعلیم وضع کرنا ہے جو عصر جدید کے علوم و فنون سے ہم آہنگ ہو اور یکساں نظام تعلیم ہو۔ طبقاتی نظام تعلیم نہ ہو اور اس سلسلے میں ہمیں کچھ اقدامات کرنے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ ہم سکولوں کی عمارتوں پر پیسے خرچ کرتے ہیں جب کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں اپنے غریب لوگوں کے لئے، ہمیں اپنی عوام کے لئے تعلیم کا انتظام کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ انگریز کے دور میں تھا، ہم hostels تعمیر کریں، boardings تعمیر کریں اور ایسے ادارے تعمیر کریں جس میں ہم دیہات کے بچوں کے لئے boarding and lodging کا انتظام کریں۔ ان کے لئے scholarship کا انتظام کریں اور یہ ایک امکان ہے کہ ہم اپنی تعلیم کو معیاری بنائیں گے۔ اگر اس سلسلہ میں کسی ضلع میں اگر آپ نے یہ پابندی لگائی کہ وہاں کے Deputy Commissioner کا، وہاں کے DSP کا، وہاں کے جج صاحب کا بیٹا اس سرکاری سکول میں پڑھے گا۔ اگر اس کے لئے یہ لازمی بن جائے کہ ہمارے حکمرانوں کے، ہماری انتظامیہ کے، ہماری عدلیہ کے، ہماری مقننہ کے جتنے officers ہیں ان کے بچے سرکاری سکولوں میں پڑھیں گے تو یہ لازمی ہے کہ اس کے بہترین نتائج نکلیں گے۔ اس کے لئے میں یہ تجویز کروں گا کہ انگریزی کو پہلی جماعت سے لازمی بنایا جائے۔ یہ ضروری ہے، لازمی ہے۔ یہ جدید عصر یعنی technology کی زبان ہے، سائنس کی زبان ہے تو انگریزی کو ہم لازمی قرار دیں۔ مادری زبان کو ہم لازمی ذریعہ تعلیم بنالیں۔ میٹرک تک بنیادی تعلیم ہم مادری زبان میں دے دیں اور آگے جا کر ایک جدید نصاب، یکساں نظام تعلیم کے ذریعے ہم بالکل اس ملک میں تعلیم کو عام کر سکتے ہیں۔ تعلیم کے بہترین نتائج ہم لا سکتے ہیں۔ موجودہ صورتحال یہ ہے کہ میں وہی لفظ دہراؤں گا کہ اس وقت ہمارے عوام کے لئے تعلیم ناممکن بن گئی ہے۔ جب ہمارے سرکاری سکولوں میں، ہمارے کالجوں میں، ہماری یونیورسٹیوں میں بھاری thesis ہم نے لگائے ہیں، اتنا مشکل بنا دیا ہے کہ ایک غریب بچہ تعلیمی اداروں میں اب حصہ لینے کے قابل نہیں رہا۔ میں اپنے ساتھیوں کی تائید کرتا ہوں کہ ہمیں موجودہ، جدید عصر کے امتحانات کے جو طریقے ہیں وہ اپنانے چاہیئیں۔ اگر ہم وہ نہیں اپناتے ہیں، فرسودہ نصاب تعلیم، فرسودہ طریقہ امتحان کے نتائج منفی نکلیں گے۔ جب ہم اپنے عوام کے ٹیکسوں کے فنڈ کو مخصوص کرتے ہیں اور تعلیم پر جب،

ہم خرچ کرتے ہیں تو رحم کریں اپنے عوام پر کہ ہم اسے buildings پرخرچ کر کے، corrupt bureaucracy کے لیے لوٹ مار کا ذریعہ نہ بنائیں۔ تعلیم کی رقم کو ہم موثر طریقے سے خرچ کریں اور ہمارے علاقوں میں تو جناب! یہ ہے کہ ہماری تمام آبادی دیہات میں ہے۔ ہماری آبادی کی غالب اکثریت دیہات میں رہتی ہے اور دیہاتوں میں کوئی تعلیمی نظام موجود نہیں ہے۔ تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ ہم شہروں میں hostels کا بڑے پیمانے پر انتظام کریں۔ ہر شہر میں جدید تعلیمی ادارے کا انتظام کریں public sector میں، سرکاری شعبے میں اور ان بچوں کے لیے scholarships کا انتظام کریں ہمارے اساتذہ کا کردار وہ نہیں رہا جو ایک زمانے میں تھا۔ میرے ایک ساتھی نے بات کی کہ ہمارے اساتذہ کو بھی یہ ہوس ہے کہ کس طریقے سے ہم tution پڑھائیں اور پیسہ حاصل کریں۔ جیسا کہ ایران نے کیا ہے، ہمیں اساتذہ کو ایک خاص مقام دلانا ہے۔ ان کی تنخواہیں ہم نے خصوصی انداز میں مقرر کرنی ہیں، ان کو معاشی مراعات دینی ہیں، ان کے اختیارات میں اضافہ کرنا ہے تو تب جا کر ہم اس تعلیمی نظام میں بہتری لا سکتے ہیں۔ اگر ہم مادری زبان نہیں لاتے ہیں، اگر ہم یکساں نظام تعلیمی لاگو نہیں کرتے، اگر ہم تعلیم کو سرکاری شعبے تک محدود نہیں کرتے، اگر ہم انتظامیہ کے افسران کو پابند نہیں کرتے کہ ان کے بچے سرکاری سکولوں میں پڑھیں، یعنی کیا وجہ ہے کہ انگریز کے دور میں ایک inspector پورے ضلع کو control کر سکتا تھا۔ اب محترمہ کی وزارت میں ہر ضلع میں ایک بہت بھاری نفری ہے تعلیمی افسران کی لیکن ان سب کے باوجود کوئی نتیجہ نہیں ہے، کوئی کارکردگی تعلیمی اداروں کی بہتر نہیں ہو پا رہی ہے۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب اب آپ ختم کریں، دوسروں کو بھی موقع دیں۔

جناب رضا محمد رضا: ہاں جناب۔ اس میں میں ایک بات کا اضافہ کروں گا کہ جو جدید سائنسی apparatus ہیں لیبارٹریوں کا وہ کم از کم ہمارے علاقے میں نہیں ہیں، ہمارے صوبے میں نہیں ہے۔ پنجاب کی حد تک اگر کچھ ہے لیکن ہمارے پشتونوں، بلوچوں اور سندھیوں کے صوبوں میں خاص طور پر دیہاتوں میں جتنے بھی فنی اور سائنسی ادارے ہیں ان میں علوم و فنون کے جدید سائنسی آلات موجود نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے لیے کوئی funds مخصوص ہیں۔

اگر ہم اس سلسلے میں کوئی اصلاحات لانا چاہتے ہیں تو ہم محترمہ کی خدمت میں یہ عرض کریں گے کہ یہ جو بنیادی نکات ہیں ان کی طرف توجہ دیں اور کوشش کریں کہ ایسی پالیسیاں ہوں جو عوام کی تعلیم کو بلند کرنے میں مددگار ثابت ہوں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, on point of order.

Mr. Chairman: Yes.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I invite your attention to Rule 194 of the Rules of Procedure, it says, "A Motion that the policy or situation or statement or any other matter be taken into consideration shall not be put to the vote of the Senate, but the Senate shall proceed to discuss such matter immediately after the mover has concluded his speech and no further question shall be put at the conclusion of the debate at the appointed hour unless a member moves a substantive motion in appropriate terms to be approved by the Chairman and the vote of the Senate shall be taken on such motion.". Sir, the position is that so far as Motion under Rule 194 is concerned you have to fix a time, otherwise, sir, a debate on Motion under 194 may prolong for 7 days or for 7 sittings. So, for every motion under Rule 194 a time should be fixed so that at the appointed hour we may pass on to the next motion, therefore, I bring it to your honour's notice and the notice of this House that whenever we take up motion under 194, time should be fixed actually the sense is that for one hour or so or for half an hour this thing should be discussed and also that we may pass on to the other item because we have so many items here. So, I would, sir, very humbly bring to your

honour's notice that under Article 194 a time should be fixed and for this Motion as well, although it has continued for so many days, but now your honour should fix a time, by what time we will discuss this Motion and then we may pass on to the other motion.

Mr. Chairman: Bhinder sahib's point is very valid. I think we should fix a time. Should it be an hour, an hour and a half so what is the feeling of the House? He has suggested one hour.

(Interruption)

Mr. Chairman: We have about 11 other people who are interested to speak.

(Interruption)

جناب وسیم سجاد: ثناء اللہ ابھی اس بات کو چھوڑیں ۔ ابھی کیا ہو گا۔

Mr. Chairman: What is the consensus, do you want to accommodate all the speakers because this has started, that may be applied ..

(Interruption)

جناب وسیم سجاد: بس جی conclusion کر دیں۔

جناب چیئرمین: نہیں برابر ہی ہیں دونوں طرف سے ۔ I think then let the Minister speak because ابھی کافی repetition ہونے لگی ہے and this is going to be coming out but for future, what is the feeling of House, one hour is enough for such motions?

آپ کا نام ثناء اللہ صاحب بولا تھا۔ آپ نہیں تھے I called your name

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, it will depend on the

subject, how important is the subject? it is subject to your discretion and order.

Mr. Chairman:No. In the end I would like to feel the sense of the House and final decision is mine but if you so feel that education is important subject, then you let the members speak and for the future whenwe put a time .....

جناب وسیم سجاد: نہیں جناب یہ آپ کی discretion ہوگی۔ آپ دیکھ لیں کہ موضوع کونسا ہے، کتنا وقت چاہیے اس کے لئے اور ہاؤس کے پاس وقت کتنا ہے۔ کئی مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ وقت کافی ہوتا ہے you can be liberal اگر وقت زیادہ نہیں ہے تو you can then cut it down so. اس کو fix نہ کریں لیکن آج میں سمجھتا ہوں کہ کافی بحث ہو چکی ہے اور اب اگر وزیر صاحبہ اپنی concluding statement دے دیں تو we will conclude the matter

Mr. Chairman: I think let's do that then the general feeling of the House.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: sir, I think ہو گیا ہے۔

جناب وسیم سجاد: چھوڑیں جی یہ ہو گیا ہے۔

Mr. Chairman: What does the House want, there seems to be interest from all sides?

Mr. Wasim Sajjad: Chair should direct that conculsion has taken place and the Minister should speak, that's all.

Mr. Chairman : I think, let's call the Minister to speak and then we have discussion.

پھر وہی چیز repetition ہو رہی ہے. we will let the Minister conclude.

(مداخلت)

Mr. Chairman: There is no rule that says, that everybody is to be accommodated. We are trying to but

اگر اتنا زیادہ وقت لیں گے اور آپ ڈسپلن خراب کریں گے let's be apprised that

infuture, we are more careful. It is a question of discipline,definitely

دیکھیں رضا صاحب! ایک چیز everywhere is there question of discipline میں rules

fix کرنا ہے تو اس طرح تو ایک ہی چیز چلتی رہے گی، باقی چیزیں بھی ہیں ۔ ڈسپلن کا معاملہ ہے۔ خود ہی point of order پر بول رہے ہیں ۔صبح بھی جب آپ میرے پاس آئے تھے، میں نے آپ کو عرض کیا تھا کہ آپ شروع کریں گے تو ہر کوئی، کرے گا پھر وہی ہوا ۔let us abide by the time frame میں پیچھے سے شروع کر کے آگے آرہا تھا پھر ہر کوئی درمیان میں آتا ہے that is a system, I feel convenient, I feel more applicable, we will follow، لیکن اس میں وسیم صاحب میرا خیال ہے generally there are lot of speakers still we will continue on this.

(مداخلت)

جناب احمد علی : جناب چیئرمین! آپ surrender کرتے جا رہے ہیں تو کیا ہو گا۔

جناب چیئرمین : جناب یہ ممبران ہیں ۔ ان کا خیال تو مجھے کرنا ہے I have to keep in mind, this is the interest of the members, the House meets for the members to speak اور ہم کیا کر سکتے ہیں ۔

(مداخلت)

چوہدری محمد انور بھنڈر : اس item کو آج ختم کریں ۔ یہ تجویز ہے کم از کم اس کو تو ختم کریں اور ابھی جو آنے والے ہیں، ان کا بھی خیال کرنا ہے ۔

جناب چیئرمین : پھر اس کو ختم کرنے کے لئے دو دو منٹ دوں گا ہر مقرر کو Not

more than two minutes and I will call the next speaker that is it and then

کے speaker عابدہ سیف صاحبہ دو دو منٹ ہر we will ask the Minister to conclude

that will take about some time and then we can conclude ہیں

مسز عابدہ سیف (ایڈوکیٹ): شکریہ جناب چیئرمین! پاکستان کو وجود میں آئے چھپن سال گزر چکے ہیں۔

جناب چیئرمین: مختصر کریں۔ آپ کے پاس دو منٹ ہیں۔ point پر آئیں history کا سب کو پتا ہے۔ مہربانی کرکے repeat نہ کریں to the point suggestions دیں، suggestions کی زیادہ ضرورت ہے بہ نسبت تاریخ کے اور ان چیزوں کے۔

مسز عابدہ سیف (ایڈوکیٹ): ٹھیک ہے جی۔ میری سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ دور دراز دیہاتوں میں، خاص کر ایسے دیہاتوں میں جہاں بڑی بڑی جاگیریں واقع ہیں وہاں سرکاری سکولوں کو عملاً قائم کرنا اور اساتذہ کی حاضری کو یقینی بنانا اور ان پر check رکھنا ضروری ہے۔ نجی تعلیمی اداروں کو حکومتی ہدایت کا پابند کرنا، نصاب اور فیسوں کا معیار حکومت کی ہدایت کے مطابق برقرار رکھنا۔ مقصد فروغ تعلیم ہو نہ کہ منافع خوری ہو۔ پورے ملک میں یکساں تعلیمی معیار اور نصاب ہو تاکہ طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کیا جاسکے اور ہر خاص و عام کو یکساں تعلیم حاصل کرنے کی سہولت ہو۔

جناب چیئرمین! پورے ملک میں Educational standard, Primary سے develop کرنا چاہیے۔ تمام ترقی یافتہ ممالک مثلاً چین، جرمنی، فرانس اور برطانیہ میں تعلیم قومی زبان میں دی جاتی ہے اور ان ممالک کی ترقی میں قومی زبان کا بڑا عمل دخل ہے۔ لہذا میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے ملک میں قومی زبان میں تعلیم دی جائے تاکہ ہم بھی ترقی یافتہ قوموں کی صف میں شامل ہوسکیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: محترمہ رخسانہ زبیری صاحبہ۔

Mr. Chairman: Engr. Rukhsana Zuberi.

Engr. Rukhsana Zuberi: Thank you Mr. Chairman. I would

like to second what our honourable Member from that side Mr. Akram said. He praised the Minister of Education and I would like to begin with praising the Education Minister and also praising my lady members there, who were always causing that quorum to be complete during the difficult LFO days. So, I would say that we expect that 18% women are given into Cabinet also. They are doing a wonderful job, so they should be there.

With that compliment sir, I would like to focus on Examination Board of Agha Khan. Sir, this board has come into existance by an act and its area is all over Pakistan, there is no limitation on them. So, any Board, any University, any College which likes to be affiliated with them, can go and be enlisted with them. Important is now that this is a board which is having a lot of funds.

ابھی پروفیسر صاحب نے بتایا ہے کہ agreement sign ہوا ہے

We all know the kind of resources they have. So, they are coming with the state of the art equipment sir, and that equipment will enable them to have a knowledge based testing and knowledge based-examination and also descriptive academic examination.

They are having a 40/60 ratio on that. Sir, if you have that kind of board which is taking very highly qualified teachers as evaluaters and they are going to give them like 8 to 10 evaluations per day. That is their target. They will only be evaluating 8 to 10 copies sir. I did go to Karachi Board once and the examiners, evaluaters who were sitting, they were sitting on small tables with heaps of copies stocked and they are paid like two rupees per copy. You know that is the kind of remuneration they

aregetting and the kind of load on them. Sir, you can not really expect that they will be able to differentiate between quality and quantity as you know, this will be very difficult rather impossible. So, I think good idea would be that among our existing examination Boards, let this serve as a competition and let us take benefit out of it. For all the examination Boards and Universities, there may be a programme to reinforce their examination system, to equip them properly, to give them more resources, so that we are not having again that; OK! you are from Pakistan, now which Board did you qualify from? So, that is very important because sir, I do remember that when we went to college in Karachi, they Engineering College, the Medical College their qualification was acceptable world wide, within that they have to take some extra steps.......

Mr. Chairman: Please try to conclude now.

Please come to that straight away. جو suggestions ہیں وہ دیں۔

Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, that was a suggestion.......

Mr. Chairman: Because rather than narrative let us come to the suggestions.

Engr. Rukhsana Zuberi: OK. Then a second thing is sir, that Women Polytechnic 1973..........

Mr. Chairman: You have already gone to three minutes, please be brief, conclude now.

Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, this is slightly different.

Mr. Chairman: No, you will have to go by my time.

Engr. Rukhsana Zuberi: OK sir, thank you. Sir, Women Polytechnic; we have like in 1973 Education policy

اس میں ہماری گورنمنٹ نے Women Polytechnics کو include کیا تھا۔

Four Women Polytechnics are working in all the four provinces. So maybe it is time to have some more Polytechnics and go for some value added education and training sir. Thank you.

جناب چیئرمین: نگہت مرزا صاحبہ۔

مسز نگہت مرزا: جناب چیئرمین! جو بھی نصاب پاکستان میں رائج ہوتا ہے وہی تعلیمی نصاب Gulf اور سعودی عرب کے ان سکولوں میں پڑھایا جاتا ہے جو فیڈرل بورڈ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارے ہاں آج تک بڑی غفلت برتی جاتی رہی ہے کہ ہمارے ملک میں تعلیم کے نام پر شور بھی مچ جاتا ہے، لوگ اپنی بات بھی منوا لیتے ہیں لیکن ملک سے ہزاروں میل دور بیٹھے لوگ ان چیزوں سے محروم رہتے ہیں۔ وہاں سکولوں میں عمومی طور پر جب وہ ایمبیسی کے ماتحت تھے، اس وقت بھی اور آج ابھی جبکہ ایمبیسی کا اثر ختم کرکے انہیں کمیٹیوں کے سپرد کردیا گیا تب سے بہت ہی برا حال ہے۔ اس سلسلے میں ہماری حکومت کچھ بھی نہیں کرتی۔ یہاں letters لکھیئے، لوگوں سے بات چیت کیجیئے وہ سب بے اثر ثابت ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب یہاں پر امتحان منعقد کئے جاتے ہیں تو عموماً وقت صبح آٹھ بجے کا ہوتا ہے جبکہ سعودی عرب میں اس وقت صبح کے چھ بجے ہوتے ہیں اور وہاں ایک پاکستانی سکول الخبر میں ایسا ہے جس میں بچے دو دو گھنٹے کی drive سے سفر کر کے آتے ہیں۔ اب اندازہ کیجیئے کہ چھ بجے کا پیپر دینے کے لئے انہیں صبح چار بجے اپنے گھروں سے نکلنا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں، میں یہ request کروں گی کہ وزیر تعلیم صاحبہ جو اتنی سخت محنت یہاں پر کر رہی ہیں تو مہربانی فرماکر overseas سکولوں کی حالت بہتر بنائی جائے اور وہاں کے مسائل پر بھی توجہ دی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ پروفیسر محمد ابراہیم۔

پروفیسر محمد ابراہیم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم صاحبہ کی توجہ principles of policy میں دو باتوں کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا۔

Article 31(1) Islamic way of life. Steps shall be taken to enable the Muslims of Pakistan, individually and collectively, to order their lives in accordance with the fundamental principles and basic concepts of Islam and to provide facilities whereby they may be enabled to understand the meaning of life according to the Holy Quran and Sunnah.

No. (2) The State shall endeavour, as respects the Muslims of Pakistan,_

(a) to make the teaching of the Holy Quran and Islamiat compulsory, to encourage and facilitate the learning of Arabic language and to secure correct and exact printing and publishing of the Holy Quran.

اس کے ساتھ Article 37 ہے۔

The State shall_

(a) promote, with special care, educational and economic interests of backward classes or areas:

(b) remove illiteracy and provide free and compulsorysecondary education within minimum possible period.

یہ principles of policy ہیں اور ان کو پیش نظر رکھ کر تعلیم کی پالیسی مرتب کی جائے۔ مجھے محترم رضا محمد رضا صاحب کی اس بات سے مکمل اتفاق ہے۔ اس وقت ملک میں نظام تعلیم کے تین طبقات ہیں۔ ایک تو وہ سکول ہیں جن کو government schools کہتے ہیں اور ٹاٹ سکول بھی کہا جا سکتا ہے۔ نظام تعلیم میں دوسرا طبقہ وہ ہے جس میں elite class کو educate کیا جاتا ہے۔ تیسرا طبقہ جس طرح انہوں نے نشاندہی کی ہے اوہ ہمارے دینی مدارس ہیں۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! یہ چیزیں تو ہو چکی ہیں۔ آپ کی جو تجاویز ہیں وہ دے دیں۔ اس میں time بہت تھوڑا ہے۔

پروفیسر محمد ابراہیم خان: میں تجویز ہی دے رہا ہوں۔ ان تین چیزوں کو ایک جگہ کرنے کی ضرورت ہے۔ میری تجویز یہ ہے اور میں حوالہ دوں گا کہ شریعت کونسل صوبہ سرحد نے اپنی جو تجاویز مرتب کی ہیں اس میں تعلیم کے سلسلے میں جو باتیں ہیں۔ میری گزارش ہوگی کہ ان کو پڑھا جائے اور شریعت کونسل نے اس بات کی سفارش کی ہے صوبائی حکومت کو بھی اور میری سفارش ہوگی مرکزی حکومت کو کہ ان تینوں طبقات کو amalgamate کیا جائے۔ ان سب کو ایک جگہ کیا جائے۔ آٹھویں تک تو general education ہو۔ آٹھویں کے بعد پھر اس کو professionalize کیا جائے۔ اس میں یوں بھی کیا جا سکتا ہے کہ higher secondary schools کی level تک secondary education جو ہے وہ بالکل سکول کی سطح پر لائی جائے اور کالج کو بیچ میں سے ہٹا دیا جائے۔ secondary level کے بعد direct university کو دیا جائے۔ اس میں بالکل professionalize کرکے مختلف fields کو دیا جائے۔ میری تجویز یہ بھی ہوگی کہ اس وقت جو self finance scheme ہے۔ یہ نظام تعلیم کے لئے بالکل تباہ کن ہے۔ اس کو قطعی طور پر ختم ہونا چاہیئے اور بالکل میرٹ کی بنیاد پر ہی نظام تعلیم کو استوار کرنا چاہیئے۔ کسی غریب کا بچہ اگر فیس نہ دے سکے۔ اس بنیاد پر وہ تعلیم سے محروم نہیں رہنا چاہیئے۔ آغا خان فاؤنڈیشن کے بارے میں یہ گزارش ہے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! ختم کریں کیونکہ اور بھی speakers ہیں۔

پروفیسر محمد ابراہیم خان: میں آخری بات عرض کرتا ہوں۔ آغا خان فاؤنڈیشن کے بارے میں میری یہ گزارش ہے۔ میں اس بات کو revert نہیں کر رہا ہوں۔ ممکن ہے کہ انہوں نے بہت خدمات انجام دی ہوں لیکن state policy اور educational policy کو کسی ایک فاؤنڈیشن کے حوالے کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ محترم پروفیسر غفور صاحب نے point out کیا تھا اور اس وقت بھی اس کا جواب نہیں آیا۔ اس کا جواب آنا چاہیئے۔ ہماری پالیسی بالکل state owned policy ہونی چاہیئے۔ اس طریقے سے کسی اور کو نہیں ملنی چاہیئے۔ شکریہ جناب۔

Mr. Chairman: Senator Roshan Bharucha.

Mrs. Roshan Khursheed Bharucha: Mr. Chairman! thank you. First of all, I would like to congratulate the Minister for her keen interests and hard work. I will just give four suggestions. First of all, I feel that teachers training is very very important because our teachers are not trained as they should be. They have C.T training and all but they don't have proper training.

No. 2, I would like to ask

کہ جیسے federal schools میں

everywhere there is one course but in our four provinces we have four different courses.

تو بچے جب ایک صوبے سے دوسرے صوبے میں transfer ہوتے ہیں تو

they face a lot of problems specially when children are in 9th and 10th. So, I would like کہ اگر ایک syllabus ہو جائے تاکہ بچوں کو problems نہ ہوں اور وہ ایسے ہو جائے like federal schools are doing.

No. 3, I would like to give a suggestion that mostly where ever you see Text Board books

بہت دیر سے دیتے ہیں۔ آدھا سال گزر جاتا ہے جب بچوں کو books ملتی ہیں۔ تو I feel کہ

books should be given on time. Too many holidays in schools.

No. 4, Punctuality of teachers which is lacking wherever you go.

No. 5, I would say

کہ general knowledge جو پہلے وقت بچوں میں ہوا کرتی تھی آج کے بچوں کو پوچھو they are nil. comprehensive schools and model schools جو ہمارے بنے ہوئے ہیں۔

I think they are not working as they should work. My suggestion would be that in the backward areas like backward districts وہاں ہمیں residential schools کی more requirements ہیں - instead of just having primary schools where we do not have the middle schools, I feel residential schools سے ہماری education would be more better. Thank you.

Mr. Chairman: I think, this is a good pattern, let us keep to the suggestions. Mr. Sana Ullah Baloch.

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین ! میں آپ کا مشکور ہوں اور محترمہ کا بھی جنہوں نے انتہائی اہم نوعیت کا Motion under Rule 194 یہاں ہاؤس میں table کیا ہے۔ یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی کے لئے تعلیم، صنعت یا economy ایسے pillars ہیں جو کسی قوم کو طاقت ور اور توانا بناتے ہیں۔ اس لئے پاکستان کے Constitution کے Article 37 میں مملکت کے بنیادی فرائض میں سب سے پہلے یہی شمار ہوتا ہے۔ اس میں ایک طویل فہرست ہے جس میں درج ہے کہ مساویانہ تعلیم فراہم کی جائے گی اور یکساں تعلیم فراہم کی جائے گی - سماجی مساوات کی بنیاد پر انصاف فراہم کیا جائے گا لیکن افسوس کی بات ہے کہ پاکستان میں Article 37 of the Constitution of 1973 کو کسی نے مدنظر نہیں رکھا بلکہ 1956 کے آئین اور 1962 کے آئین میں درج ایسے احکامات کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور کی جا رہی ہے۔ اس کی میں آپ کو مثال دوں گا کہ گورنمنٹ اور وزیر صاحب نے education کے بارے میں کیا اقدامات اٹھائے ہیں۔ میرے خیال میں پاکستان کی تمام حکومتیں، بشمول وفاقی وزرا، پاکستان کے مجرمین میں شامل ہیں کیونکہ تعلیم کے حوالے سے دنیا کو تو چھوڑیں جنوبی ایشیا میں پاکستان کا شمار آخری نمبر پرآتا ہے اور جناب والا! میں آپ کے سامنے کچھ facts and figures پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: suggestions دے دیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! میں suggestions دوں گا۔

جناب چیئرمین : مہربانی کرکے suggestions پر آ جائیں۔ آپ دیکھیں ، سب اراکین یہی کر رہے ہیں just follow the pattern.

جناب ثناء اللہ بلوچ: اب اس کی وجہ کیا ہے اور education کے ساتھ کیوں ایسا ہوا ہے؟ facts and figures دیکھیں تو پاکستان ان بارہ ممالک میں شمار ہے جو شدید طور پر جنسی تفاوت کا شکار ہیں۔ جہاں پر مردانہ اور زنانہ' male and female literacy میں ایک بڑی تفریق اور تفاوت پائی جاتی ہے۔

جناب والا! میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ پاکستان ان خطرناک ممالک میں شمار ہوتا ہے جہاں پر ایک circle complete کرنے کی بجائے ' age five تک کے بچوں کی سکول پہنچنے کی تعداد میں اضافہ کے بجائے یہاں پر بچوں کی ایک بڑی تعداد کا سکولوں سے drop out rate بڑھ رہا ہے۔ یہ drop out rate نہ صرف پوری دنیا میں بلکہ South Asia میں بھی پاکستان کا سب سے زیادہ ہے اور گزشتہ چار سالوں میں پاکستان کی تعلیم کی window dressing تو کی گئی ہے لیکن عمومی طور پر پاکستان کا نظام تعلیم تنزل کی طرف گیا ہے۔ پاکستان کی جو quality education ہے' وہ مکمل طور پر ختم ہو کر رہ گئی ہے۔

جناب چیئرمین : ثنا صاحب ! آپ suggestions دیں۔ time تھوڑا ہے۔ اور speakers بھی رہتے ہیں۔ ان ساری چیزوں کا پتا ہے۔ آپ صرف suggestions دیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! کچھ خامیاں سنانے کے بعد suggestions دی جا سکتی ہیں۔

جناب چیئرمین: جب آپ suggestions دیں گے تو خامیاں cover ہو جائیں گی۔ دیکھیں ایک discipline کے تحت ہمیں چلنا ہے۔ ہم نے دو دو منٹ کے لئے agree کیا ہے اور آپ کے already تین چار منٹ ہو چکے ہیں۔ آپ صرف suggestions دیں ۔ میرا اور آپ کا یہی issue رہتا ہے کہ آپ ہمیشہ دوسری طرف نکل جاتے ہیں ۔ please stay to the point. suggestion دیں۔ we are not interested to the narrative, suggestion

دینی ہیں تو دیں ورنہ پھر کسی اور کو موقع دیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: میری بات سنیں۔

جناب چیئرمین : اس لئے please come to the suggestions ان میں ساری چیزیں cover ہو جاتی ہیں۔ جب آپ حل بتاتے ہیں تو problem ہو گا تو حل سامنے آ رہا ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ : جناب والا ! I am coming to the point. میرے پاس Constitution ہے یہ Rules and Procedure نہیں ہے۔ آپ ہمارے محترم چیئرمین ہیں۔ ہم نہیں چاہتے ہیں کہ اس ہاؤس کے سارے business کو disturb کیا جائے۔ لیکن کہاں پر لکھا ہوا ہے کہ آپ اپنی تقریر میں صرف suggestions دیں گے۔

جناب چیئرمین : میں کہہ رہا ہوں ، لکھا ہوا ہے کہ The Chair will decide. I think آپ کو پتا ہونا چاہیے۔ اگر آپ نے یہ discuss کرنا ہے تو تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : آپ suggestions دیں - I have to run the House, suggestions دینی ہیں تو دیں ورنہ I will go on the next speaker.

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Your time is alloted by the Chair. Please understand and do not go into the irrelevant arguments. Let us be very clear on it.

جناب ثناء اللہ بلوچ: آپ اگر حکومت کی طرف داری کر رہے ہیں --

جناب چیئرمین : میں جو کہہ رہا ہوں ، وہ آپ سن رہے ہیں۔ اگر آپ نے suggestions دینی ہیں تو I agree ورنہ تشریف رکھیں ۔ کسی اور کو موقع دیں۔ Rules کا آپ کو پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے، سب کو پتا ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: آپ نے دو منٹ میرے ضائع کر دئے ہیں۔

جناب چیئرمین : آپ نے بات کرنی ہے تو کریں ۔ Are you giving suggestions? ۔ آپ suggestions دیں۔ اس بحث میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: suggestions کیا ہوتی ہیں۔

جناب چیئرمین : suggestion میں خود ہی reflect ہو جائے گا کہ problems کیا ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا! میں آپ کو suggestions دے رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: suggestions آپ دیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ : جناب والا ! آپ سنیں ۔ 1973 کے آئین میں ایک Concurrent List ہے جسے قانون سازی کی مشترکہ فہرست کہتے ہیں، جس میں Amendment Bill میں نے آج کے Private Member's day میں submit بھی کیا ہوا ہے۔ اس آئین کے تحت آج سے تیس سال قبل صوبوں کو یہ اختیارات ملنے چاہیے تھے لیکن افسوس کی بات ہے کہ education کی موجودہ تباہی کی صورت حال پاکستان میں اس لئے ہے کہ 1973 کے Constitution میں Concurrent List میں جو Article-38 ہے جس میں Education ہے، نصاب تعلیم ہے، منصوبہ بندی ہے، حکمت عملی ہے اس پر وفاقی حکومت نے گزشتہ ۳۰ سالوں سے قبضہ کیا ہوا ہے ۔ لہذا ایک regional---

جناب چیئرمین: حل بتائیں ۔ آپ کے خیال میں حل کیا ہے حل ہی دیں؟

جناب ثناء اللہ بلوچ : اس کی وجہ سے ایک regional disparity بنی ہے ۔ پاکستان کے اندر---

جناب چیئرمین : آپ de-centralization کی بات کریں تو آپ suggestions دیں کہ de-centralized education, that is all of it.

جناب ثناء اللہ بلوچ: بالکل نہیں، آپ بات تو کرنے دیں ۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ میں ختم کریں ۔ باقی speakers نے بھی بات کرنی ہے

پھر ہم نے conclude کرنا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: انیسہ صاحبہ! تشریف رکھیں۔ ایک منٹ میں please conclude کریں۔ آپ suggestions دیں کہ de-centralize کرنا ہے، ٹھیک ہے that is the suggestion, go on to next suggestion

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب not only solution but de-centralize کریں۔ تنویر نقوی کی طرح ---

جناب چیئرمین: اور بتائیں پھر کیا حل ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: It is the Constitutional solution کہ تعلیم کے تمام اختیارات، اس کی حکمت عملی اور اس کی منصوبہ بندی کے اختیارات اس دستور کے مطابق صوبوں کو ملنے چاہئیں۔ وفاق کے زیر انتظام ----

جناب چیئرمین: وہ de-centralize ہوا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب de-centralize نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: کس level تک میں نے یہ تو نہیں کہا، بہرحال بولیں، بولیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: sir, it is a Constitutional process. اس کو آپ simply de-centralize کا نام دے سکتے ہیں تو آپ کرلیں۔ مجھے کوئی---

جناب چیئرمین: چلیں آپ بتائیں، suggestions دیں، please suggestion دیں، دوسروں نے بھی بولنا ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب! اس وقت وفاقی وزارت تعلیم elites کا ایک club بنی ہوئی ہے، جس کے ذریعے سے مختلف لوگوں کو مراعات اور مفادات پہنچانے کی کوشش ہو رہی ہے اور nationally, internationally NGOs کے تحت اس میں Minister اور باقی ان کا ایک group پیسے بٹورنے میں شامل ہے جناب والا! اس وقت انہوں نے بلوچستان میں ISRA کے نام سے ایک project شروع کیا جس میں وفاقی وزارت بجائے تعلیم کی بہتری کے لیے کوئی

منصوبہ بندی شروع کرے ' اقربا پروری کی یہ صورت حال ہے کہ اپنی ایک NGO بنا کر' انہوں نے بلوچستان کے اندر education کی promotion کا سلسلہ شروع کیا ہے - جناب والا! یہ وہ طریقہ کار ہے - بلوچستان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو روزانہ 30 cent سے کم پر زندگی گزارتے ہیں - وہ ایک ایسی مہنگی تعلیم کے کبھی بھی متحمل نہیں ہو سکتے - ہماری suggestions یہ ہیں کہ وفاقی وزارت تعلیم اس کو یکسر طور پر ختم کرے اور یہ تمام اختیارات ان چاروں صوبوں کے کندھوں پر ڈال دیئے جائیں اور ان کو حکمت عملی' منصوبہ بندی اور تعلیم کی بہتری کے فرائض سونپ دیئے جائیں -

جناب والا! تیسری بات یہ ہے کہ جس طرح سے ایک regional disparity education میں---

Mr. Chairman: Please, try to conclude now.

جناب ثناء اللہ بلوچ: پاکستان میں ہے' بلوچستان میں ایک Cadet College, ایک University, ایک Women Polytechnic ابھی تک بن رہا ہے ' under construction ہیں جو ابھی تک بنے نہیں ہیں- کوئی Marine Resource Institute نہیں ہے' کوئی Marine Biology نہیں ہے' کوئی Marine Engineering نہیں ہے' کوئی Mythological Institute نہیں ہے' کوئی معدنیات سے متعلق تعلیمی ادارے نہیں ہیں- جناب والا! یہ اس لئے ہے کہ Constitution پر عمل نہیں ہو رہا ہے- آپ کسی window dressing کے ذریعے سے' propaganda کے ذریعے سے' Ministry of Education کو جتنا بھی بہتر بنانے کی کوشش کریں گے' پاکستان تعلیمی طور پر بہتری کی طرف گامزن نہیں ہو گا- پاکستان کو تعلیمی بہتری کی طرف گامزن کرنے کے لئے ہمارے پاس Constitutional provisions ہیں' ہمارے پاس rules ہیں' ہمارے پاس قاعدے اور قانون ہیں- اگر Federal Government یہ سمجھتی ہے کہ پاکستان کے اندر شرح تعلیم میں اضافہ کرنا ہے' پاکستان کے اندر تعلیم کے معیار میں اضافہ کرنا ہے' quality of education ہم نے بہتر بنانی ہے تو جناب والا! میری ایک گزارش ہے کہ Concurrent List میں Article-38 ہے' وہ براہ راست صوبوں کے حوالے کی

جائے ۔ یہاں پر Ministry of Education میں اربوں روپے کی فضول خرچیاں Directors, Deputy Directors, Section Officers کر رہے ہیں۔ وہ صرف ایک Federal Board of Intermediate چلا رہے ہیں اور چند سکول چلا رہے ہیں جو پاکستان کے اندر مختلف cantonments میں قائم ہیں---

جناب چیئرمین: Please تشریف رکھیئے۔ ثناء اللہ صاحب! تشریف رکھیئے ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: پاکستان کی تعلیمی بہتری کے لئے کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ جناب والا! ہماری simple گزارش یہ ہے کہ de-centralization, devolution اور Provincial Autonomy پر یقین کرتے ہوئے صوبوں کو اختیار دے دیں کہ وہ تعلیم کے سلسلے میں اپنے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے کوئی کام کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: مسز رزینہ عالم صاحبہ ۔

مسز رزینہ عالم خان: میں حکومت کو خراج تحسین پیش کروں گی جنہوں نے مسز زبیدہ جلال جیسی محنتی اور dedicated Minister کو Ministry of Education دی ہے جو میں سمجھتی کہ اس شعبے کا حق ہے ۔ Non-formal education کے بارے میں میری کچھ تجاویز ہیں کیونکہ ہمارے ہاں literacy rate 51% ہے، جس میں 10 plus age group لیا جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہم پورا حساب کریں تو پھر وہ اس سے بھی کم ہے ۔ میری suggestion یہ ہے کہ یہاں Literacy Commission کی بجائے اب Literacy Non-formal Education ایک cell ہے جو کہ Ministry میں قائم ہے ۔وہ کچھ ایسی strategy evolve کرے اور صوبوں کو دے چونکہ کچھ صوبے ایسے ہیں جہاں پر اپنا Literacy Commission بن چکا ہے، جیسے پنجاب اور دوسرے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ وہاں سے ان کو پوری strategy دی جائے، ان کو یہاں سے پوری guidance ملے اور feed back ملے کیونکہ میں پنجاب Literacy Commission کی ایک رکن بھی ہوں اور literacy impart کرنا چونکہ technical field ہے تو وہاں پر اس کی training اتنی نہیں ہے۔ literacy کے حساب سے۔ میری دوسری suggestion یہ ہے کہ جو teachers ہیں ان کے لئے non-formal education اور literacy

کے لئے separate training institute ہونے چاہییں کیونکہ یہ ایک different methodology ہے۔ تیسری میری suggestion primers کے بارے میں ہے کیونکہ پورے ملک میں خواندگی کی شرح بڑھانے کے لئے دوقسم کے پروگرام چل رہے ہیں ایک non formal education جس میں وہ main stream پر لے آتے ہیں اور condensed syllabus پڑھا کر دو سال میں بچوں کو پرائمری کروا کر ان کے لئے اور جو literacy کے لئے ہے ان دونوں کے لئے جو primers ہے وہ ایک standardized ہو اور اس کا ایک standard ہو جس کو پورے ملک میں چلایا جائے۔ چوتھی میری suggestion یہ ہے کہ جو (EFA), Education for All جو literacy centres قائم ہیں اس پر جو skill training component تھا خواتین کے لئے، وہ ابھی تک شروع نہیں ہوا۔ چونکہ وہ چھ مہینے کا literacy کورس کر چکی ہیں اس لئے ان کا literacy skill lapse کرنے کا ڈر ہے اس لئے skill training component جلد ہی شروع کر دیا جائے اور آخری میری suggestion یہ ہے کہ چونکہ our drop out rate is 50 % جو کہ بہت زیادہ ہے اس کو کم کرنے کے لئے teachers کو پابند کیا جائے۔ کہ جن کے پرائمری سکول میں drop out rate زیادہ ہوگا ان کی promotion رک جائے گی وہ اس سے conditional کی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سید ہدایت شاہ۔ جناب مراد علی شاہ۔

سید مراد علی شاہ: جناب چیئرمین صاحب! شکریہ۔ باتیں تو بہت ہو چکی ہیں اور وقت کم ہے میں support کرونگا کہ سینیٹر ابراہیم صاحب نے جو آئین کے بارے میں بات کہی ہے اس کو follow کیا جائے۔ اس کے ساتھ technical education پر emphasis ہونی چاہیئے اور اس طرح ہمارے پاس جو unemployed educated youth ہے وہ ملک کے لئے بہت خطرناک ہوتی ہے۔ اس لئے تعلیم کے اندر کوئی ایسی چیز ہونی چاہیئے کہ ان کو کوئی technical کام آتا ہو تاکہ آٹھ دس سال پڑھنے کے بعد وہ اپنے آپ کو معاشرے میں fit کر سکے۔ جناب والا! جو اسلامی حکومت ہوتی ہے اللہ تبارک تعالیٰ نے اس کے functions بیان کئے ہیں (عربی) اقیموالصلوٰۃ و اٰتوالزکوٰۃ کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عنی المنکر ۔ یہ اس کی بنیاد ہے۔

پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے۔ قرارداد مقاصد میں اور آئین میں یہ بات لکھی ہوئی ہے اس کے مطابق تعلیم کو سنوارا جائے۔خود آیات ہیں(عربی) اللہ تبارک تعالیٰ نے نبی کو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ آیات کی تلاوت کریں، ان کو قرآن سکھائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کو حکمت کی باتیں بھی بتائیں اور ان کا تزکیہ کریں۔ اصل چیز جو تعلیم کا مقصد ہے وہ تربیت دینا ہے۔ ان کا تزکیہ کرنا ہے۔ ان کا genetic potential ہے اس کو exploit کرنا ہے۔ ہماری تعلیم میں اس چیز کے اوپر کوئی emphasis نہیں ہے اور وہ بھی ابھی انہوں نے کہا ہے کہ سورۃ انفال اور سورۃ توبہ کو ہم نصاب سے خارج کر دیں گے۔ تو یہ تمام چیزیں کہ ہم قرآن بھی دوسروں کے مشورے سے پڑھیں کہ وہ قرآن کی کونسی آیت پسند کرتے ہیں تاکہ ہم بچوں کو پڑھائیں اور قرآن کے جس حصے پر ہمارے دوستوں کا، دشمنوں کا اعتراض ہو، وہ ہم اپنے نصاب سے نکال دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ---

جناب چیئرمین: تجاویز دیں شاہ صاحب۔ جو آپ کی تجاویز ہیں وہ دیں۔

سید مراد علی شاہ: میں یہ بتا رہا ہوں کہ یہ چیزیں جو ہو رہی ہیں ان کو ختم کیا جائے۔

foreign interference in education should immediately be stopped. It should be a totally Pakistani process.

دوسری تجویز میری یہ ہے کہ نصاب ایک ہونا چاہیئے۔ خواہ آپ کسی طرح کے سکولوں میں پڑھیں لیکن تمام سکولوں میں نصاب ایک ہونا چاہیئے۔ کسی وجہ سے طالب علموں کو نقصان نہیں ہوگا۔ تیسری بات یہ ہے کہ تمام تعلیم قومی زبان میں ہونی چاہیے۔ میں کوریا، جاپان اور چین میں گیا ہوں وہاں کوئی انگریزی نہیں پڑھتا لیکن technology میں وہ سب سے آگے ہیں۔ ہماری زبان میں یہ اہلیت ہے، یہ قابلیت ہے یہ تمام چیزیں اس میں پڑھائی جاتی ہیں۔ کچھ لوگ انگریزی پر emphasise کرتے ہیں، وہ ضروری نہیں ہے۔ English as a language سیکھنی چاہیے۔ لیکن ہم اپنی تعلیم اردو میں بھی پوری کر سکتے ہیں۔ ابراہیم صاحب نے فرمایا کہ ہر چیز Constitution کے مطابق ہونی چاہیے۔ ہمارا آج کا جو نصاب ہے، آج کی جو بات ہو رہی ہے وہ ہمیں اس idealogy سے دور لے کر جا رہی ہیں جس پر ان لوگوں نے حلف اٹھایا ہے۔ to

promote, to protect اس کی بجائے یہ اس کے خلاف جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : اچھا ختم کریں۔

سید مراد علی شاہ : اس لئے ہمارا emphasis اس بات پر ہونا چاہیے اس کی ideological side کو protect کرنا چاہیے اور اس ملک کے اندر صحیح مسلمان بچے پیدا کرنا، ان کی تربیت کرنا حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔

جناب چیئرمین : بی بی یاسمین شاہ۔

بی بی یاسمین شاہ : شکریہ جناب چیئرمین، آج جو ہمارے ہاؤس میں policy discuss کی جا رہی ہے وہ کافی اہم پالیسی ہے۔ میرے خیال میں کسی بھی کامیاب ملک کا دار و مدارس کی اچھی education پر ہوتا ہے۔ میں صرف سندھ کے لئے نہیں کہوں گی بلکہ چاروں صوبوں کی بات کروں گی۔ میں یہ کہوں گی کہ ہمارے شہر اور ہمارے دیہات کی تعلیم کا جو فرق ہے وہ کافی ہے۔ ایک مثال اس کی میں آپ کو دوں گی کہ اگر کوئی گاؤں کا بچہ ہے اور اس کو ہم شہر میں داخلے کے لئے لے کر آتے ہیں، اگر کلاس six کا وہ بچہ ہے تو اس کو کلاس four میں لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ ہماری تعلیم کے معیار پر پورا نہیں اترتا ہے۔ یہ جو فرق ہے اس کو دور ہونا چاہیے۔ شہر کی اور گاؤں کی تعلیم میں اتنا جو فرق ہے، آپ دیکھیں کہ دو سال تو بچے کے پیچھے چلے گئے اس بچے کا کیا قصور ہے۔ اس کا تو کوئی قصور نہیں ہے۔ اس تعلیم کو بہتر ہونا چاہیے۔ اس تعلیم کو ہم اسی وقت بہتر کر سکتے ہیں جب ہم وہاں پر اساتذہ کی نگرانی کریں گے۔ جو ہمارے اساتذہ ہیں ان میں اقرباء پروری کی ایک بڑی مثال آجاتی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ جو ہمارے اپنے لوگ ہیں ان کو ہم نوازتے ہیں۔ اس پر ہمیں نظرثانی کرنی چاہیے۔ ان کی حاضری پر ہمیں نظر رکھنی چاہیے، کہ رجسٹر میں ان کی حاضری کتنی ہے۔ حاضری تو وہ کر دیتے ہیں لیکن اسکولوں میں نہیں آتے۔ اچھے اساتذہ دیہاتوں میں جانے سے گھبراتے ہیں کیونکہ وہ facilities ان کو وہاں پر میسر نہیں ہوتی جو شہروں میں میسر ہوتی ہیں۔ آپ کی وساطت سے یہ کہنا ضروری ہے کہ دیہات میں اچھے ٹیچرز کو بھیجنا چاہیے تاکہ ان بچوں کو بھی اچھی تعلیم ملے۔

دوسرا جناب! ہمیں اپنی ایجوکیشن سستی کرنی چاہیے۔ اب آپ دیکھیں کہ جو پرائیویٹ سکول ہیں اور جو گورنمنٹ کے سکول ہیں اس میں کافی فرق ہے۔ وہ اس لئے ہے کہ وہاں پر اچھے ٹیچرز ہیں۔ آپ ان کی fees بھی دیکھیں کہ کتنی زیادہ ہیں۔ اتنی زیادہ فیسیں سارے لوگ تو afford نہیں کر سکتے۔ کسی بھی اچھے سکول میں آپ جائیں وہاں پر دس ہزار سے کم کسی بچے کی فیس نہیں ہوگی۔ جو انسان دس ہزار کمائے گا وہ فیس دے گا یا کھائے گا؟ اس طرف ہمیں دھیان دینا چاہیے کہ ہمارا تعلیم کا معیار اس level پر آنا چاہیے کہ ہم پرائیویٹ سکولوں کے معیار پر پورا اتر سکیں۔

دوسرا جناب! دیہاتوں کی طرف کافی فرق ہے۔ اب دوبارہ یہ بات اس لئے repeat کر رہی ہوں کہ ہماری منسٹر صاحبہ بیٹھی ہیں، انہوں نے ایجوکیشن پر بہت زیادہ کام کیا ہے۔ ان کو بہت credit جاتا ہے۔ کافی پالیسیاں انہوں نے بنائی ہوئی ہیں۔ لیکن ہمیں اساتذہ کی طرف دھیان دینا ہوگا۔ جب تک ان کا معیار بہتر نہیں ہوگا ہماری تعلیم کا معیار کبھی بھی بہتر نہیں ہوگا۔ ہم میں سے سب لوگ یہی چاہیں گے کہ ہمارے بچے اچھے سکولوں میں پڑھیں، اچھی تعلیم حاصل کریں، اچھا ان کا future ہو، ہر بندہ یہی چاہتا ہے۔ اس لئے ہمیں ان چیزوں کی طرف بڑا دھیان دینا پڑے گا۔ ان کے اوپر check ہونا چاہیے کہ کون سے سکول میں کون سے اساتذہ ہیں۔ کہاں سے آرہے ہیں ان پر ذرا نظرثانی کرنی ہوگی۔

جناب چیئرمین: مولانا راحت حسین۔ سینیٹر متین شاہ۔

جناب متین شاہ: شکریہ جناب چیئرمین! جناب والا اگر پوری دنیا پر نظر ڈالیں، قوموں اور ملکوں کی ترقی کا دار و مدار تعلیم پر ہے۔ جن قوموں نے تعلیم اپنائی ہے، جن قوموں نے تعلیم پر توجہ دی ہے وہ ہمیشہ کے لئے پوری دنیا پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ جن قوموں نے تعلیم نہیں اپنائی ہے، وہ ہمیشہ کے لئے غلامی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ جناب والا! تعلیم حاصل کرنا ہر شہری کا بنیادی حق ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں غریب کا بچہ اس بنیادی حق سے بھی محروم ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہاں ایک طبقاتی نظام تعلیم رائج ہے۔ امیر یا مخصوص طبقے کے لیے الگ تعلیمی ادارے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں ان کے لیے بہت سی سہولتیں موجود

ہیں۔

جناب چیئرمین: متین شاہ صاحب، آپ اپنی تجاویز دیں ناں۔ یہ تو لوگ کہہ چکے ہیں۔

جناب متین شاہ: جی میں اس طرف آ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جلدی آ جائیں کیونکہ ٹائم تھوڑا ہے۔

جناب متین شاہ: اصل میں ہم یہی کہتے ہیں کہ آج ہم دیکھیں کہ ہمارا نظام تعلیم کس حد پر پہنچا ہوا ہے جہاں غریب کا بچہ تو پڑھنے کی توفیق بھی نہیں رکھ سکتا۔ طبقاتی نظام تعلیم اس ملک میں رائج ہے، بڑی وجہ بھی یہی نظام تعلیم ہے۔ تعلیمی پالیسی پورے ملک کے لیے یکساں ہونی چاہیے۔ جس میں غریب کا بچہ بھی پڑھ سکے۔ جس میں غریب بچہ اپنے اندر تھوڑی سوچ تو پیدا کر سکے اور سمجھے کہ میں بھی تعلیم حاصل کر سکتا ہوں۔ یہاں کی پالیسی اور یہاں کے طبقاتی نظام نے غریب کو اس حد تک پہنچا دیا ہے کہ وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ بھی تعلیم حاصل کر سکتا ہے۔ یہاں کی پالیسی پوری قوم کے لیے، امیر اور غریب کے لیے ایک ہونی چاہیے۔ سب کو آسانی سے یہ مواقع میسر ہونے چاہئیں تا کہ غریب کا بچہ بھی یہاں تعلیم حاصل کر سکے اور اسے آسانی سے یہ مواقع میسر ہوں۔

جناب والا! خاص طور پر قبائلی علاقوں میں تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہاں جو تعلیمی ادارے بنے ہوئے ہیں، ان کی buildings تو کھڑی ہیں اور صحیح طریقے سے بنی ہوئی ہیں لیکن ان کے اندر تعلیم کا بندوبست نہیں ہے یا تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس چیز پر بھی کچھ توجہ دینی چاہیے تا کہ وہ تعلیمی ادارے بحال ہو جائیں۔ آخر وہ قبائلی لوگ بھی اس ملک کے شہری ہیں۔ تعلیم حاصل کرنا ان کے بچوں کا بھی بنیادی حق ہے۔ ان پر بھی توجہ دی جائے تا کہ انہیں صحیح طریقے سے تعلیم دی جا سکے۔ انہیں صحیح طریقے پر مواقع میسر ہو جائیں۔ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: محمد علی بروہی صاحب۔

ڈاکٹر محمد علی بروہی: مہربانی چیئرمین صاحب! تعلیم کے حوالے سے یہاں پر

discussion ہو رہی ہے۔ ہماری وزیر تعلیم، زبیدہ جلال صاحبہ کافی hard worker اور بہت اچھی ہیں۔ وہ کافی محنت بھی کر رہی ہیں۔ education کے حوالے سے چند تجاویز یہ ہیں کہ ہمارا جو literacy rate ہے خاص طور پر سندھ میں ،بلوچستان ،سرحد اور پنجاب کے کچھ areas میں، وہ بہت کم ہے۔ اس میں ہمیں انقلاب لانا ہے۔ جب تک ہم education میں انقلاب نہیں لائیں گے اور اس بارے میں سوچیں گے نہیں یہ literacy rate نہیں بڑھے گا۔ ہماری نسلیں تب کامیاب ہوں گی جب ہم خود education میں مضبوط ہوں گے۔ ہماری education کی حالت تباہ ہو چکی ہے۔ ہمارا literacy rate بہت کم ہے۔ ہمارے ہاں کافی سکول ایسے ہیں جو وڈیروں کے قبضے میں ہیں۔ جاگیرداروں کی اوطاقیں بنی ہوئی ہیں۔ اس طرح کا ماحول ہے کہ غریب وہاں پر پڑھ نہیں سکتا۔ ہمارے ہاں جو طبقاتی system ہے یعنی غریب اور امیر کا system ۔ خاص طور پر جناب! میں عرض کروں گا اور منسٹر صاحبہ سے درخواست کروں گا کہ private سکولوں اور گورنمنٹ کے سکولوں کے نصاب میں بہت فرق ہے۔ private سکولوں کی فیسیں اتنی زیادہ ہیں۔ ان سب لوگوں نے تو اسے ایک کاروبار بنا رکھا ہے۔ غریب کا بچہ کہاں جائے، وہ کہاں پڑھے؟ کیونکہ ہمارے ہاں جو system ہے ------

جناب چیئرمین: بروہی صاحب suggestions دیں۔

جناب محمد علی بروہی: جناب! میں گزارش کروں گا کہ خاص طور پر سندھ میں جو نصاب ہے مہربانی کرکے اسے کراچی اور over all Sindh کے سکولوں میں، چاہے وہ private ہیں یا سرکاری سکول ہیں، ان میں اسے رائج کریں۔ ہمارا literacy rate اس وقت بڑھے گا جب ہم اپنی primary education کو improve کریں گے۔ ہمارے ہاں ظلم یہ ہے کہ جو teachers ہیں----ماشاء اللہ جب ہم لوگ یا آپ لوگ پڑھتے تھے یا جتنے ہمارے بزرگ تھے، وہ بھی انہیں گورنمنٹ کے سکولوں میں پڑھتے رہے ہیں۔ ماشاء اللہ بڑے اچھے اور دانشور لوگ پیدا ہوئے ہیں لیکن اب ایسا کیوں نہیں ہو رہا۔ ہمارے ہاں سے جناب! یہ چیز ختم کی جائے اور وہاں پر غریب لوگوں کو بھی اتنا حق دیں کہ وہ تعلیم حاصل کر سکیں۔ تعلیم کو promote کیا جائے اور computer system provide کیا جائے۔

ہمارے ہاں جو گورنمنٹ کے سکول ہیں ان کی base مضبوط ہونی چاہیے۔ آج کل تمام computerized systems ہو رہے ہیں۔ IT کا دور آ رہا ہے۔ اگر ہماری تعلیم میں انقلاب آئے گا تو ہمارا ملک کامیاب ہو گا۔ ہمارے لوگ کامیاب ہوں گے۔ یہاں پر تعلیمی ratio بھی بڑھے گا۔ اگر ہم تعلیم میں انقلاب نہ لا سکے تو پھر ہم کامیاب نہیں ہوں گے۔

جناب چیئرمین: بروہی صاحب اپنی تجاویز دیں اور پھر ختم کریں۔

جناب محمد علی بروہی: جناب! میری suggestions یہ ہیں کہ خاص طور پر تعلیمی نظام میں اسلامیات اور عربی کو لازمی قرار دیا جائے۔ Computer system کو پرائمری سے رائج کیا جائے۔ بچوں کو اس computer system کی basics کا پتا ہونا چاہیے۔ مہربانی کریں کہ ایسے private schools جن کے پاس licences بھی نہیں ہیں، ان کو یہ سکول کھولنے کی اجازت نہ دی جائے۔ ہر کسی نے اس کو کاروبار بنا لیا ہے، ان سے ہماری جان چھڑائی جائے، غریب لوگوں کی ان سے جان چھڑائی جائے۔ تب جا کر گورنمنٹ کے سکول کامیاب ہوں گے۔ یہی education کے لئے کامیابی ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Senator Nighat Agha. Last speaker then we will ask the Minister to conclude.

Dr. Nighat Agha: Thank you very much Mr. Chairman. I have analized and compared our education policy with twenty others which includes the neighbouring countries, muslim countries and western countries. I think, this is one of the best education policy. It is progressive, it is relevant to the needs of the country and it is very very flexible but still there are some suggestions, I will do it in a hurry, No.1 is, the text books should be made more meaningful for the children. No.2, curriculum should be more functional, I mean it's already functional but it should be made more functional. Teachers' training should be included. Teachers must be

exposed to developmental psychology, child psychology and educational psychology, so that they really understand the child. No.4 is scholarships for the poor students specially for higher technical education.

ابھی کل ہی پرویز الٰہی صاحب نے medical students کے لئے scholarships جاری کئے ہیں اور کافی lump sum میں کئے ہیں۔ اس کے لئے میں کہوں گی کہ تمام needy students کے لئے scholarships جاری کئے جائیں۔ میں گورنمنٹ کو request کروں گی کہ GDP کا percentage allocation for education should be increased from 2.2% to atleast 10% for some years atleast.

تا کہ education کو ایک sudden jump آئے۔ thank you very much.

Mr. Chairman: Minister for Education.

Mrs. Zubaida Jalal: Thank you Mr. Chairman. Sir, today I am glad that this motion has come into Senate, so that we discuss the education policy. As we see that there are a lot of misconceptions, apprehensions' issues which are not what actually the education policy is all about. I am getting this opportunity to atleast clarify some of them and discuss the education policy itself.

Let me first of all state sir, that it is the States responsibility, according to the constitution, to provide free compulsory secondary education, not even primary but secondary education. What we have done in my last tenure and continuing with it in this Government also, is that for the first time in the history of Pakistan, we are continuing with an education policy which was put in place by a previous government. This never used to happen.

کیا ہوتا تھا کہ جو بھی گورنمنٹ آتی تھی، پچھلی گورنمنٹ کا کام چاہے اچھا ہو یا بُرا، کیونکہ کسی اور گورنمنٹ کا ہوتا تھا

they would throw those reports or polices into the dust bin and then spend another two years coming up with their own policy, just because the issue in Pakistan has been not the education policy. Education policies have always been very good. The issue has been the implementation of the education policy, which either for one reason or the other, or the government didn't get that opportunity to implement but the first and fore most was

کہ reject کرو کیونکہ کسی اور گورنمنٹ کی ہے تو ہمیں قبول نہیں ہے۔

This government, the last government picked up the 1998-2010 policy and then in a very consultative process, for the first time again in the history of Pakistan.

Federal ministry نے خود بیٹھ کے فیصلہ نہیں کیا

We had all the four provinces and in fact AJK, Tribal Agencies and and Northern Areas also very well represented to finalize the action plan. Now, what I am talking about is the education sector reforms action plan, not a new policy but actually how to implement the policy which was in place.

The challenge we had put to ourselves was the quality of education

کو دور دراز کے علاقوں تک جہاں بھی Government schools ہوں، وہاں پر اس quality کو ہم کس طرح پہنچائیں۔ وہ ہم نے challenge اپنے سامنے رکھا۔

When we did this, we found out that there were some gaps in the policy which we had to fill and in addition to that actually make it realistic

تا کہ ہم جس چیز کو achieve کرنا چاہتے ہیں یا targets جو ہم نے اپنے لئے رکھے ہیں وہ ہم achieve بھی کر سکیں۔

I inherited an education which was in place for the past 50, 52 and 53 years sir. Initially upto the early 60s, early 70s, we had a very good educational quality in the country but after 75, 76, I would say the actual degradation of education started.

Now, if you look at the budgetary allocation lower to the year 2000, there has been a downward trend on the GDP and specifically on the development funds for education. I am not talking about recurring. I am not talking about the non-development funds but if you look at it, there had been a downward trend.

تنخواہیں تو دیتے گئے لیکن development of education کے لئے ہم نے کچھ نہیں لیا۔
Since the year 2000 to 2004 آپ دیکھیں گے کہ ہماری جو GDP ہے 1.8% سے بڑھ کے اب 2.2% پر پہنچ گئی ہے۔

but still here we are not adding on the other money that are going to different ministries for education. We are just talking about the federal Ministry's allocation. What I mean is that there is money going in for education through the Ministry of Labour and Manpower, for instance. There is money going for education through the Ministry of Science and Technology

there is money going in for education through لیکن بنا ہے recently تو اب IT the Ministry of Defence also. We never added those. We have

I am not saying it perfect, we need much much more for آج اور addedthose the kind of a population that we have in our country ہمیں 4% بھی نہیں شاید

but it is 2.5% if we add on the other ہو گی ضرورت کی 10% GDP allocation ministries budgetary allocation for education also. Now, the areas that we put in front of ourselves again, for the first time in the history, we decided آج بھی - ہے ضروری بہت. to have a sector wise approach. Primary education of the age group of five to nine. Today also, ہی out of school بچے million پانچ they are out of primary school but we took in it sector wise approach ہم ۔ رکھا نہیں نے ہم پہ focus primary صرف again for the first time in thesense high schools and Higher ہمیں ' ہے بھیضرورت کی schools مزید ہمیں کہ کہا نے Secondary schools کی بھی ضرورت ہے - ہمیں Higher education کی بھی ضرورت ہے and this is what we very clearly said to our own government and to the donors also پہلے تو یہی رجحان تھا کہ donors دیں' جہاں وہ کہیں۔ ہمیں صرف پیسے ملیں اور وہی ہم spend کریں گے ۔ اس سے آگے بےشک کچھ نہ ہو ہم نہیں دیکھیں گے۔

That was the trend that we had in this country but for two years, we refused the bank and we said that we do not want any more loan until andunless you give it to us for the areas that this country requires that loan for.

This year the World Bank has now ۔ گیا کیا refuse ہمیں تک سال دو اور startednegotiating directly with the provinces according to the areas that sectorwise میں جب ۔ گا جائے اللہ انشاء وہاں credit اور we need the money for. approach کی بات کرتی ہوں۔

Then I mean universalization of primary education, adult literacy and nonformal basic education, I mean the third scheme matric بچے ہمارے اکثر ۔ ہے رہی ہو بات کی linkage کی poverty alleviation ہماری جو اور inter stage پر drop out ہو جاتے ہیں ' نہ ان کے پاس کوئی skill ہے ' نہ ان کے پاس

کوئی ایسا certificate ہے کہ ان کو کوئی job ملے تو

We are very aware, where we have to go? What kind of education do we have to give to our childeren so that no matter what level they drop out, they are able to live a dignified life with respect and have some kind of economical activity forthemselves happening within their homes and villages wherever they are.

ہمشروع سے 10th اور 9th جو A third scheme means a skill development scheme

کر رہے ہیں already equity پر پچھلے دو سالوں سے ہر ضلعے میں دس schools upgrade

ہو رہے ہیں' جہاں laboratories نہیں ہیں laboratories بن رہی ہیں not on population

جس basis. This programme is on equity, ten high schools in every district.

کسی نے' کسی بھی district میں check جا کر کرنا ہے' They are most welcome to

Laboratories do that. بن رہی ہیں۔ اس سال for equipment پیسے آئے ہیں And

وہ ہیں skills جو کے لڑکیوں یعنی they are going to be gender and area specific.

الگ ہوں گے' لڑکوں کے الگ ہوں گے۔ Computers for all because that is a basic

یا ہو مرد وہ چاہے requirement of the world today to be computer literate also

عورت۔ اس میں ہم high schools میں یہ laboratories equip کر رہے ہیں۔

but the options will not close there. If a child and a student wants to continue and go in for higher education, they can go into any field or profession and then enter into professional colleges.

صرف medicine میں نہیں جا سکیں گے کیونکہ

biology will not be taught but all other subjects for instance engineering

میں اگر جانا چاہتے ہیں یا computer sciences میں یا chartered accountancy, what

ever, business administration. They have option. But if they want to go

جو اب توin for much more technical education, advance technical education

and we are looking for resources to have at least one poly ہم کر رہے ہیں

technique in every district. اور وہ ایک building ہوگی ' infrastructure پر زیادہ پیسہ

money for activities in خرچ نہیں ہوگا۔ صبح بچیوں کے لئے اور شام بچوں کے لئے ۔

buildings, not empty buildings like previous governments have done جہاں

نہ teachers کی posts sanction کی گئیں ' نہ یہ سوچا گیا کہ ان میں فرنیچر کی بھی ضرورت

ہوگی اور نہ یہ سوچا گیا کہ یہاں washrooms اور clean drinking water supply کی بھی

ضرورت ہوگی اور بچیوں کے سکولوں کے لئے boundry walls بھی ہوں گی۔

quality in classrooms and quality in environment not just buildings saying that we have upgraded your schools for you.

there is much more, that is required and that is what ' یہ ہماری ضروریات نہیں ہیں the Government has decided to do.

Now, when we come to the quality assurance part of it

اس میں تین چیزیں آجاتی ہیں

one is the whole curricular revision and review. Then you have your examination system and the most important sir is your teacher. If a teacher cannot deliver in the class room, then no matter whether you have the best of the buildings or the best of the text books or the best of the examination systems in place. Everything will be futile, resources meaningless, spent meaningless. Now, the teachers that we inherited, let me tell you sir, are not on merit basis. Sir, this is the reality and I am being very blunt

کہ سارے political appointees بیٹھے ہوئے ہیں اور political appointees کو آج تک بھی---

I come from the very remote part of the country from a very rural area of

the country. I have lived all my life there neither have I lived in Quetta nor in Karachi, I have lived in that area, so I know what has happened to the people of that area, in the rural areas.

وہاں اگر کوئی teacher نہیں آتا nobody could force them because they had political backing sir. They would only appear in the days when they have to take the salaries اور وہ چیز آج بھی ہو رہی ہے۔ یہ نہیں کہ وہ آج نہیں ہو رہی ہے۔

Now let me tell what we decided that if we kick all these teachers out and say that we want to bring in new teachers on merits. اس کو ایک political issue بنا دیتے ہیں۔ So what we decided, unemployment ویسے بھی زیادہ ہے

The best thing and the only thing that we can do is, to have continuous teachers training.

اب یہ نہیں کہ زندگی میں ایک دفعہ B.Ed. یا C.T. کر کے ہم لوگ بھول گئے

That is not good, the world is changing sir, everything is changing, everything is progressing. Now the curricula that we reviewed and revised, it has happened after 16 years. Carricula is something that has to be reviewd. It is a continuous process.

جو ہر سال اور ہر دوسرے سال اس کو review کرنا پڑتا ہے۔ But we had a curricula of 16 years. Prior to that there was no change. 2000 میں ہم نے change کیا۔

Now the misapprehensions on the curricula issue sir: carricula is actually something that is normally made as a national policy.

اور جو Prime Minister صاحب نے decision کیا تھا کہ we have a national curricula that is actually what has happened ہم نے 2000 میں ایک national curricula بنایا in the sense that the previously all your provinces had different curricula

اور مختلف text books مختلف اپنے ہی provincial text book boards کتابیں بچوں کے

لئے بنا کر کے پہنچاتے ہیں یا نہیں پہنچاتے وہ اور بات تھی۔

now what happened was that again we sat with all four provinces, Nothern Areas, Tribal Agencies and we have come up with the national curricula, at least in the government schools for the first time

کہ یہ پہلا step ہے۔ ہم نے وہ کر دیا ہے۔ اب جو کتابیں نکلیں گی naturally the text book contents may differ. Lessons may be different but at least they are

curricula always remains in the Ministry and اور according to the curricula

Education Department, a text book which goes into class اور جو بات اصل میں آپ کے بچوں کو affect کرتی ہے وہ text book ہے اور جو وہاں teachers ہوتے ہیں جو ان textbooks کے lessons کو بچوں تک deliver کرتے ہیں وہ کس طرح پہنچاتے ہیں وہ بھی ہم دیکھتے ہیں۔

Now we have a national curricula and hopeful Insha Allah Taala soon this country is going to hear also that this curricula is being adopted by the private schools also and you will find this change in many of the private schools. Private schools have already adopted the primary schools text books which have come into being; English, Mathematics and Science

adopt کئے گئے ہیں وہ government کا curricula ہے اور آہستہ آہستہ آپ دیکھیں گے کہ Higher Secondary تک بھی private schools ہمارا ہی curricula adopt کریں گے۔

Now on the issue of Islamic education, let me tell you and let me clear a misapprehension that I am a Muslim sir, because that is what normally is being said ,that I am being dictated or pressurized by a foreign country to go against my own values, my own religion and I am doing that. I am following it sir. Let me tell everybody in this room and this august House that I am a Muslim and I think, I am not sure, but I think that I am a

strong Muslim woman sir . There has been no change in the Islamic Education books.

جو ابھی میرے کسی ایک بھائی نے، سینیٹر نے کہا کہ سورۃ توبہ کو نکلا دیا گیا۔ سورۃ انفال کو نکال دیا گیا this thing has been going on sir for the past three years, it has come in the newspapers also اور یہ بھی کہا گیا کہ اس لئے نکالے گئے ہیں کہ سورۃ توبہ میں جہاد کے بارے میں ذکر ہے۔ Now let me tell you, any Muslim who has read لیکن the Holy Quran will know that Surrah Toba has a few lines on Jihad سورۃ توبہ 36 صفحے کی is in the Islamic Education Books. سورۃ انفال is very small لیکن جہاد کے بارے میں جتنا ذکر سورۃ انفال میں ہے اتنا سورۃ توبہ میں نہیں ہے۔ And also let me tell you, any Muslim who has read the Holy Quran will know sir, کیونکہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم that Surrah Toba is a continuation of a Surrah before سے شروع نہیں ہوتی۔ But what I feel is, sir, کہ جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں، ان کے بچے اگر Government schools میں ہیں اور انہوں نے اگر Islamic Education کی کتاب دیکھی ہے

then they would not be saying what they are saying. Their children arenot in the Government school. Their children are in private schools.

جس کا مطلب ہے کہ وہ کوشش کرتے ہیں کہ جو بہتر سے بہتر ہو وہ اپنے بچوں کے لیے کریں لیکن کسی اور کے بچے کے لیے--- شور مچاتے ہیں۔ اگر کوئی quality یا کوئی کتاب یا examination system کو بہتر بنانے کی کوشش میں ہیں تو وہ چیز ایک average پاکستانی بچے کے لیے ہمیں پسند نہیں آتی۔

That is what is happening actually in this country sir, and that is thereality . I would ask all my colleagues to please judge for yourself and not to judge hear'say.

کتابیں دیکھیں، the curriculum is on the website of the Ministry of Education.

دیکھ لیں پھر مجھے بتائیں کہ میں facts کو distort کر رہی ہوں یا یہ Government intentionally کچھ ایسا کر رہی ہے یا یہ Government اسلام کے خلاف کچھ کر رہی ہے۔ I would ask them to then come back to me but please do not believe all that you hear. Upgradations of schools, sir, as I said کہ primary schools تک ہم محدود نہیں ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے gradual upgradation ہوتی جائے گی۔

We will not need to have hostels in the cities to bring all our children there . We will provide basic higher secondary, class-XII Education, انشاء اللہ تعالیٰ ' slowly and gradually in the villages wherever the children are. یہ نہیں کہیں گے کہ ادھر آئیں، پیسے خرچ کریں۔ اُدھر ہی دیں گے، ان کے گھروں میں دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

Gradual upgradation. first to middle schools اور اس کے بعد to high and higher secondary schools. بہت سے districts میں یہ ہو رہا ہے

If anybody wants to deny the reality, I can't stop them sir, but we all know, we all come from far flung areas, we all come from districts and we know what is happening. On the issue of education being a federal subject, it is not a federal subject, sir, it is of the concurrent issues. The action is in the provinces and now it has further gone down to the districts. Your higher secondary schools come under the District Governments. It has been further decentralized and it was the Government of the President General Pervaiz Musharraf who has given the people of this country the authority to do what they want for themselves. Not only the responsibility but the authority has now also been devolved right to the grass roots level, sir, and people are being empowered to decide for themselves at that level.

اب capacity کی بات تو اور ہے ' it is going to take time, it is a transitionarystage.

District Governments میں بھی capacity کا ایک issue ہے۔

Yes, we knowthat there are two different kinds of skills today that are required inschools and education departments.

آپ کی teacher training ہے and the training of managers, sir. اور further جب decentralization سے ہوگی to tehsil and union level انشاء اللہ تعالیٰ you will find that even the head teacher of a primary school will have to be a manager and an administrator because they will be managing their own schools at that level اور یہ ارادے ہیں' اس پر کام ہو رہا ہے' نیت صاف ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ یہ ہو گا بھی۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

Now when I come to the disadvantage areas sir, again it has been this Government and the previous government for the first time in the history who has looked at all provinces and areas equally. Equally in the Sindh

جو Federal Ministry کا بجٹ ہے according to the NEC formula وہ immediately devolve ہو رہا ہے صوبوں کو ۔ We are not waiting any more for PC-I to come from the Provincial Governments اور اسی انتظار میں پورا سال گزر جاتا تھا' by the end of the year capacity نہ ہونے کی وجہ سے PC-I نہیں پہنچتے تھے تو پیسے پھر واپس خزانے میں چلے جاتے تھے۔

We are not doing that. We are immediately, the moment the Federal Ministry of Education gets the money, they are devolved to the provinces according to the NEC formula which means 80% population based, 10% for Islamabad, Northern Areas, Tribal Agencies and AJK and 10% extra which is 5% for NWFP and 5% for Balochistan. That is the formula that

we have been implementing in the past three yeras

اور پیسہ چلا جاتا ہے۔ اس وقت سے جب سے District Governments بنی ہیں' according

to their own criterion are now devolving, the fiscal transfers arehappening

to the Districts , so the money is there the areas are given کہ یہ چار پانچ چھ

areas ہیں' اس میں آپ نے یہ پیسے خرچ کرنے ہیں' monitor اس طرح کرنا ہے ' by the

end of the year this is the outcome that we would like to see and these are

additionalities sir. یہ پیسہ جو جارہا ہے

this is additionality to the provincial budgetary allocations. You will find that Punjab, for the first time in the history of Pakistan has the six billion rupees budget only for this year for the development of education, not recurrent.

اب اگر میں recurrent کی بات کروں تواس سال 75 ارب روپے تعلیم پر خرچ ہو رہے ہیں ۔

salaries plus development آٹھ ارب روپے

between schooling and Higher Education. there are 8 billion rupees for the development of education only this year sir. Now, if anybody denies that, that is up to them, I can't force anybody to accept. Now on the other hand

کسی نے کہا کہ قمیض شلوار ہونی چاہیے ۔ میرے خیال میں اسمٰعیل بلیدی صاحب نے کہا ہے ۔ جناب! گورنمنٹ کے سکولوں میں جہاں بھی آپ جائیں' شلوارقمیض ہی پہنی ہوتی ہے بچوں نے۔ کسی نے پینٹ شرٹ نہیں پہنی ہوتی۔ اور جیسے میرے بھائی سینیٹر اکرم نے کہا کہ اسلام میں یہ نہیں کہ کس طرح کا لباس پہنا جائے ۔ اسلام صرف پردہ کا حکم دیتا ہے ' attention اپنی

طرف نہ لے آئیں ۔ That is what Islam says. Whether it is a pants or shirt

of the Arabs and Middle East ڈش داشہ whether it is a ' شلوار قمیض whether it is

world, that is what it is . As long as you don't attract attention towards

باپردہ ہونا yourself, you can wear anything

that is what Islam. On the issue of Scholarships sir, let me tell you that the government has put into place a scholarship for all students who top the Matric Board respectively within their own Boards and all students who top the Inter Board respectively within the Boards that they appear,

For two years we have given those awards and this will be پچاس ہزار روپے ۔ to پچاس ہزار روپے میٹرک کے بچے کے لئے the third year. For the first time again for the Inter students so that they دو لاکھ روپے continue the next two years, اور ان میں سے سترہ ایسے بچے جو غریب families سے continue the higher education ہیں' ان کے لئے

full scholarships to the choice of their own University whether they wantto go to a government university or a private university within the country. Those are the kinds of measures that are taking place. In the next budget you will find the talented students scheme

and we have now جو کہ نئی سکیم نہیں ہے لیکن 1997 میں یہ ختم ہو گئی تھی reactivated it. یہ ان rural areas کے بچوں کے لئے ہوں گے جو ہم نے بہت strategically identify کئے ہیں' disadvantage areas جن پر زیادہ focus ہو رہا ہے

and I would like to mention those areas here, is the whole of Balochistan, Rural Sindh, in the Punjab, the Southren Punjab, in the NWFP, Kohistanand Dir. Then you have Tribal agencies, Northren Areas and AJK once again sir. So, these talented students scholarship from class 7 to inter college in whichever Public School or Cedit College

یا سکول ان کو چاہیے

This is on merit, once they come on into it, this scholarship will be given

to them sir.

Now, we are very much again on the examination reforms sir. let me tell you that in the last year, we have changed the examination system and we are further going to improve it by taking exams according to the curriculum and not according to the text book which is in the schools because what normally has happened and myself being a teacher and I am proud to say it sir. I have seen that

ہر پانچ سال کے بعد papers میں وہی questions rotation میں آ گئے۔

Dr. Safdar Ali Abbasi: Point of order sir.

جناب چیئرمین: I think disturb نہ کریں، بولنے دیں۔ بیٹھیں، سن لیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: میری عرض سن لیں۔ جناب! میری عرض سن لیں۔

جناب چیئرمین: ختم کر لینے دیں۔ اس میں point of order کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! میں یہی کہنا چاہتا ہوں۔ محترمہ بہت اچھی تقریر کر رہی ہیں، ان کا بھی کوئی time limit ذرا fix کر لیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، کوئی time limit نہیں۔ مجھے پتا ہے کتنا time دینا ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب چیئرمین: میری مرضی ہے، Rules میں allowed ہے، اب آپ تشریف رکھیے۔ آپ بولیے۔

Mrs. Zubaida Jalal: If I could listen to you for two hours, then Ithink you should have the patience to hear the Education Policy.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: ساڑھے دس ہو چکے ہیں۔ مہربانی کریں جلدی ختم کریں تو اس کہنے میں کوئی بری بات تو نہیں ہے۔

مسز زبیدہ جلال: نہیں میں بولوں گی اور تفصیل سے بولوں گی اگر آپ نے سننا ہے

you are most welcome, if you don't want to, you can go out.

جناب چیئرمین: پلیز آپ بولیے' continue with your speech.

(مداخلت)

Mrs. Zubaida Jalal: Now the examination reforms sir, according to the curriculum, where we want to finish off with the "Ratta", memorisation and the

جو یہ کہہ رہے ہیں کہ cheating -----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ساری speech کی gist کو conclude کرنا ہے۔ Education

پر conclude کر رہی ہیں۔ I think there should be some realisation.

(مداخلت)

پروفیسر غفور احمد: چیئرمین صاحب! اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن --------

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد: آپ کو یہ حق نہیں ہے کہ آپ یہ کہیں کہ اگر آپ کو سننا نہیں ہے تو آپ باہر نکل جائیں------یہ بہت غلط بات ہے۔

(مداخلت)

Mrs. Zubaida Jalal: No sir, but the issue is, sir, with due respect, I listened to them.

Professor Khurshid Ahmed: He did not say, to go out? Nobody has the right.....

Mrs. Zubaida Jalal: No sir, he was asking all of you to go out with him that is what I meant.

Professor Khurshid Ahmed: So, what you have said?

Mrs. Zubaida jalal: No sir, when he said all of you to go out then I said it is you only.

Professor Khurshid Ahmed: We will go out.

Mr. Chairman: Please address the Chair and.......

(مداخلت)

مسز زبیدہ جلال، لیکن اصل بات یہ ہے کہ آپ لوگوں نے حقیقت کو ماننا ہی نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Please continue with your speech. Let us be relevant to the point.

Mrs. Zubaida Jalal: That is up to you, your opinion sir,

آپ کی مرضی۔

پروفیسر خورشید احمد، نہیں جی' آپ کا رویہ غلط ہے۔ پھر جس طرح سمجھ لیں۔

(At this stage Opposition walked out of the House)

Mrs. Zubaida Jalal: Yes, now sir, when we come to the other parts of the trust areas, you are talking about the *Maddrassa* reforms also. We are also talking about public, private parternship, there are programmes of "Adopt A School Programme," going on in this country sir, where Pakistanis are supplementing the efforts of the Government and helping us in putting in more resources. Not only waiting for the government budgetory allocations

لیکن اپنے پیسے بھی ڈال رہے ہیں اور انہی سرکاری سکولوں کو بہتر بنانے کے لیے ہمارا ساتھ دے رہے ہیں۔

Now that is the enabling environment and that is the kind of mobilisation this Government has been able to achieve by saying that yes, it is the Government's responsibility mainly but the Government can't do it alone. Why don't we all get together and do it and that is what has happened. Now on the *Madrassa* reforms, the issue has come up several times

کہ ایک ہی educaion کیوں نہیں ہوتی؟ Now sir, changing from an Urdu Medium

ہیں رہے کہہ بھی یہ ہم جہاں. Education overnight to English Medium Educaion

کہ ہمارے rural areas میں اردو پڑھانے کے لیے بھی teachers نہیں ہیں۔ How can you

expect a change overnight? We have made English as a compulsory

دیکھ آپ لئے کے اس اور subject, as a communication skill from class I onward

رہے ہیں کہ اگلے تین سال میں ۵ ہزار teachers اور وہ بھی government کے rural

schools کے teachers training کے لئے چلے جائیں گے۔

because we would like to implement what we are saying not only make statement or slogan and then forget about it all.

Sir, if it has hurt the Opposition or any one person, I withdraw my comments sir.

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

Mrs. Zubaida Jalal: Sir, regulatory framework for the private sector.

تین صوبوں نے اپنے بنا دیئے ہیں۔ In Sindh they have even passed the Bill and

an Act has come into place to regulate the private sector. ہمارے ہاں at the

Federal Directorate level we have put up the summary to the Law

department for vetting and soon it will be passed through the Cabinet coming to the Assembly also to regulate the pirvate sector on standard and fees structure. کہ اس طرح ان کو allow نہیں کیا جائے گا کہ وہ اپنی مرضی سے جب بھی چاہیں fees increase کریں۔

but there should be a standarad and a fee structure in place where a middle class person who wants to send a child to a private school would be able not only one child

لیکن اگر دو یا تین بھی چاہیں بھیجنے کے لئے ان کے پاس یہ choice ہو۔ That is the kind of programme which has been put into place.

Now let me also say sir, that the Federal Ministry again and finallyis the facilitater, resource mobilizer and a coordinator between the provinces and the International community. It is not implementing but everywhere in the world, wherever you have federation sir, there is a National Policy put into place which the provinces and districts have to follow. That is what the role of the Federal Ministry is. Actual implementation or schools administratively come under the Directorate and that is where the Federal Directorate is put in place so that it takes care of its own teachers and schools but the budgetary allocation for them and for the provinces goes through the Federal Ministry itself. On the higher education

ادھر بھی یہی issues تھے۔ universities میں بھی یہی مسئلے تھے کہ quality assurance نہیں رہا۔

We know the politicization at that level also. Now the change overnight will not happen. I would ask my colleagues, all my respectable Senators

and Parliamentarians that in a system which has been put in place for the past 50 years, overnight change will not happen. We will all have to be patient. We will all have to get together to make that change happen. And the child who goes into a primary school today when the reforms have started to be implemented; when that child leaves school after 12th years of education the attitude will change, the change that we would want to see, will happen then.

On the issue of Arabic education let me tell you it is compulsory sir, from class 6th to 8th.

لیکن جو Arabic text books ہماری ہوتی تھیں اس میں یہ ہوتا تھا کہ وہ ایک beginner کے لئے یا foreigner کے لئے وہ Arabic کی کتاب نہیں تھی۔ وہ ایک Arabic school, Arabic medium کی class 6th کی کتاب تھی۔

That is the kind of text book we had put into place in our class rooms. Now, we are reviewing with the support of Al Azhar University. I was recently in Egypt. We are also soon going to get Master Trainers in Arabic, so that if the teachers are able to teach Arabic and also the intention of teaching Arabic is, as we all know, that once children know how to read, write and comprehend Arabic they will be able to read and comprehend the Holy Quran and know what the rights are, and what the fundamental rights are, given to them by Islam as woman and man 1400 years earlier sir..

آج ہم بہت سی باتیں کرتے ہیں، لیکن اگر ہم implement کرتے جو اسلام ہمیں as a religion دیتا ہے۔

we would not be there whereof we are today sir. This is all that I had to

say and in the end sir, I thank all my colleagues who have sat here patiently and listened to the Education Policy sir. Thank you.

Mr. Chairman: Wasim sahib, Minister has withdrawn her remarks, we request our Opposition to join us.

Mr. Wasim Sajjad: I have conveyed it to our colleagues, in fact Aneesa Zaib is even now there and I hope, they will come back. May be Aneesa Zaib can tell us.

کیونکہ انہوں نے ابھی ان کو کہا ہے کہ Minister نے remarks withdraw کر لئے ہیں۔

Mr. Chairman: Would you like to continue. O.K, I think then I just elaborate on the point raised by Mr. Anwar Bhinder and the input for this motion in future, we will fix the time depending on the nature but I think since the agenda is circulated earlier, the speakers should give their names strictly before, so we know how many speakers are interested and we can allot the time. This way the names keep coming, keep trickling until the end. So, we will not have that anymore is there that should be made clear.

Mr. Wasim Sajjad: Now that we will be getting more work and will be short of time, it is not necessary that everybody should speak on every topic.

Mr. Chairman: I think then we need to send down some of our colleagues or you convey some of the intricacies and I think that our conceptions are clear but we will be following the rules strictly and the speakers will give the names before and that way we can plan better and

we will not accept names in the last minutes. So, please if you can convey this to those who are not here. Then we conclude today's Session.

جی۔ Private Members کا agenda automatically آگے جاتا ہے

that is the procedure. Now, I read out the prorogation order.

"In exercise of the powers conferred by Article 54(1) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its business on Wednesday 10th March 2004". Signed by General Pervaiz Musharraf, President of Pakistan.

Sd/-

General Pervaiz Musharraf

President of Pakistan

[The Senate then prorogued sine die]